رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

الحکم

جلد ۱۵

نمبر ۲۳ و ۲۴

قادیان دارالامان

۷و۱۴ جولائی ۱۹۱۱ء

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد

دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لیجائیگی

عوام سے	۵ؔ
خواص سے	عہ
ہندوستان سے باہر	۷ؔ
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف	۳ؔ ۱۲
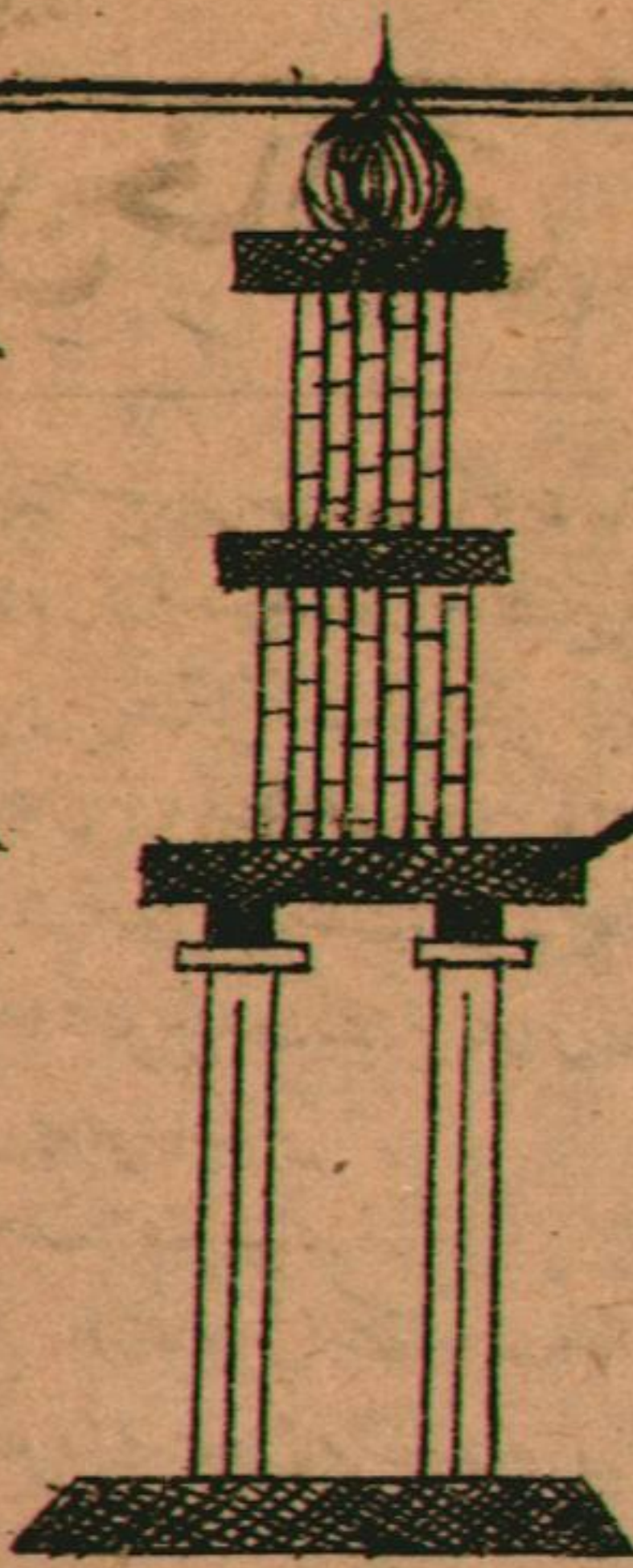
قادیان دارالاماں کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا۔

تقریر محمود

مخدوم و مکرم صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب نے جلسۂ تاجپوشی پر جو تقریر فرمائی۔ اس کا خلاصہ یہ ہے

آپ نے فرمایا کہ لم تقولون ما لا تفعلون پر غور کرو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ تم کیوں وہ بات کہتے ہو۔ جو کرتے نہیں یعنی بہت شرم اور افسوس کی بات ہے۔ اگر مؤمن کا قول اس فعل کے خلاف ہے۔ یہی تقویٰ حاصل کرو۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ دل و زبان ایک ہو۔

بعض صحابہ وعظ سے بہت ڈرتے تھے تا کہ ایسا نہ ہو۔ کہ ہمارا قول ہمارے فعل کے خلاف ہو۔ اُن کے نزدیک یہ بات ناپسندیدہ تھی۔ کہ نصائح تو زیادہ ہوں اور عمل ان کے خلاف

احمدیوں کی طرف سے اس موقع پر اظہار وفاداری ہوا کرتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ اس گورنمنٹ کی ماتحت سب سے بڑا سکھ ہم نے کونسا پایا۔ یونیورسٹیاں۔ مدرسے۔ تجارت کی آزادی۔ تار۔ ڈاک۔ ریل بہت سے انعام ہیں۔ مگر یہ سب ہیچ ہیں۔ اگر مذہبی آزادی نہ ہو۔ بلکہ مذہبی آزادی کے مقابلہ میں اُن کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کوئی ہیرا لیکر پتھر اور تریاق لے کر زہر دیدے۔ پس سب سے بڑی خوبی جو اس زمانہ میں ہے۔ وہ مذہب کے بارے میں کامل آزادی ہے۔ مگر اس آزادی کے یہ معنے نہیں۔ کہ مسلمان۔ آریہ۔ عیسائیوں پر حملہ کریں۔ اور آریہ مسلمانوں پر اور عیسائی آریوں پر اور اس طرح ملک میں فساد پھیلائیں۔ آزادی یہ نہیں۔ کہ ایک دوسرے کی گردنیں اُتار سکیں۔ بلکہ آزادی یہ ہے۔ کہ ہم اپنی شریعت پر کھلم کھلا عمل کریں۔ نمازیں پڑھیں۔ روزے رکھیں۔ خدا تعالیٰ کی عبادت کریں۔ ہمیں کوئی اس سے نہیں روکتا۔ اب اس نعمت کا شکریہ کیا ہے۔ یہی کہ اس آزادی سے فائدہ اُٹھاویں۔ وہ تقویٰ۔ وہ اخلاص۔ وہ مودت۔ وہ فرمانبرداری۔ وہ دینداری ہو۔ جو قرآن کریم ہم میں پیدا کرنی چاہتا ہے۔

لیکن اگر قرآن و حدیث پر عمل نہیں۔ وہ تقویٰ وہ طہارت نہیں۔ وہ خشیۃ اللہ نہیں جو مذہب ہم میں پیدا کرنی چاہتا ہے۔ تو پھر یہ آزادی پتنگ بازی کی طرح کھیل ہو جاوے گی جو بہت ہی معیوب امر ہے۔ اس کی مثال یوں ہے۔ جیسے کوئی روٹی۔ بھوک کی حالت میں اور پانی پیاس کی حالت میں بہم پہنچے اور وہ بجائے اُسے کھانے پینے کے ضائع کردے۔ یہ احسان کی شکر گذاری نہیں بلکہ ناشکری ہے۔

پس گورنمنٹ برطانیہ کی دی ہوئی مذہبی آزادی (جو سب سے بڑی نعمت اس حکومت کی ہے) کا شکریہ یہ ہے۔ کہ ہم اپنے نفوس کا تزکیہ کریں۔ اور اپنی زندگی ایسی طرز میں گزاریں جو مخلوق الٰہی کی ہمدردی سے لبریز ہو۔

اور ہمارا تو رونگٹا رونگٹا اس حکومت کے شکریہ سے معمور ہے اور کیوں معمور نہ ہو۔ انسان کو سب سے بڑی امید تو اپنے بھائیوں پر ہی ہوتی ہے۔ ہمارے بھائیوں نے جو مسلمان کہلاتے ہیں سب سے پہلے ہم پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ ہمارے قتل کے فتوے دیئے گئے۔ سؤروں اور کتوں کے لئے تو رہنے کی اجازت ہے مگر ایک احمدی کا گاؤں میں رہنا پسند نہیں۔ باہر کی اسلامی سلطنتوں کا یہ حال ہے۔ کہ افغانستان میں اس سلسلہ کے دو مخلص جو بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ جو ہم سے پیچھے آئے۔ پر آگے نکل گئے۔ وہ سنگسار کئے گئے۔ گویا ان کو وہ سزا دی گئی جو زناکی ہے یعنی خدا کے مامور کو ماننا زنا سے بھی بُرا ہے۔

جو یورپین ٹرکی ہے۔ اس میں عیسائیت کے خلاف کہنا جرم ہے۔ چنانچہ جو کتابیں چھپتی ہیں۔ وہ بیروت۔ مصر شام میں چھاپی جاتی ہیں۔ ایک ہم ہیں۔ کہ عیسائیت کی تردید کھلے بندوں کر سکتے ہیں۔ پس کس قدر احسان ہیں۔ جن کا شکریہ یہی ہے۔ کہ اس آزادی سے فائدہ اُٹھائیں اور اپنے اندر ایک خاص تبدیلی پیدا کر لیں۔ اور اس سلطنت کے لئے دعائیں کریں۔ ان کے پاس دُنیا تھی۔ اُنہوں نے ہمیں دُنیا دی۔ ہمارے پاس مذہب ہے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان کے مطابق یہی پیش کرتے ہیں اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں جیسے اس شہنشاہ کے سر پر دُنیاوی تاج رکھا ہے۔ وہ دن آوے کہ اسلام کا تاج بھی اس کے سر پر ہو۔ سونے اور جواہرات کا تاج تو مٹی سے نکلا ہے مگر وہ تاج آسمان سے آتا ہے۔ جیسے دُنیاوی سلطنت کا دروازہ اس قوم کے لئے کھولا گیا ہے۔ ایسا ہی حقیقی سلطنت کا دروازہ بھی ان پر کھل جائے۔ جس چشمہ نور سے ہم نے پانی پیا ہے۔ یہ بھی سیراب ہوں۔

یاد رکھو۔ کہ گورنمنٹ کی ترقی ہماری اپنی ترقی ہے اس لئے ہم جان و دل سے اس کی ترقی ملک کے خواہاں ہیں وہ وقت ضرور آئے گا۔ کہ یہ قومیں خود بخود اسلام کی طرف متوجہ ہوں گی۔

رباعیات ثاقب

بہ تقریب جلسہ تخت نشینی اعلیٰ حضرت ملک معظم شاہ جارج پنجم قیصر ہند خلد اللہ ملکہ و سلطانہ و افاض علی العالمین برہ و احسانہ جو ریاست مالیر کوٹلہ کے ایک کثیر مجمع میں پڑھی گئیں

رباعی اوّل

یارب جسے چاہے تو حکومت بخشے
چاہے جسے تو دولت و عزت بخشے
اے مالک مُلک ہے ترے ہاتھ میں خیر
قوت بخشے کسی کو طاقت بخشے

رباعی دوئم

یارب یہ زمین و آسمان تیرا ہے
ہے مُلک ترا اور جہاں تیرا ہے
ہے سارے جہاں پہ تیری شاہنشاہی
شاہوں کی حکومت پہ نشاں تیرا ہے

رباعی سوئم

ہے تو ہی تو تاج بادشاہی بخشے
ہے تو ہی تخت کبریائی بخشے
یہ تیرا ہی انعام خداوندی ہے
عاجز بندوں کو تو خدائی بخشے

رباعی چہارم

یارب یہ کرم سے دن دکھایا تو نے
اور مژدہ جاں بخش سُنایا تو نے
برآئیں مرادیں اپنے دل کی ساری
قیصر کو جو تخت پر بٹھایا تو نے

رباعی پنجم

جب تک کہ رہے تیری خدائی قائم
جب تک کہ رہے تیری خدائی قائم
ہو نقش جہاں جارج پنجم کا نام
قیصر کی رہے یہ بادشاہی قائم

رباعی ششم

اب تجھ سے یہ دل سے دعا ہے یارب
بس تیرے حضور التجا ہے یارب
تادیر رہے اس کی حکومت کو قیام
ثاقب کا دلی یہ مدعا یارب

خاکسار محمد نواب خان ثاقب میرزا خانی مالیر کوٹلہ

آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس

مندرجہ ذیل مراسلہ بغرض اشاعت وصول ہوا ہے۔ احمدی جماعت کے احباب غور سے پڑھیں اور فائدہ اٹھائیں۔ ایڈیٹر

طب یونانی ہو یا ویدک دونوں دھنی چیزیں ہیں اگرچہ فی الحال اُن کو اگلا سا اوج و عروج نہیں حاصل ہے۔ اور ڈاکٹری کی عظمت اُنہیں دبا رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ سلطنت کی قدردانی و سرپرستی کا ہار ڈاکٹری کے گلے میں ہے۔ جس کی تقویت کے لئے کروڑوں روپیہ کے صرفہ سے سارے ہندوستان میں ہاسپٹل کھول دیئے گئے ہیں۔ جن سے مریضوں کو مفت دوائیں ملتی ہیں۔ اور بغیر کسی معاوضہ کے ادنیٰ و اعلیٰ مریضوں کی داشت کی جاتی ہے۔ ڈاکٹری کی تعلیم کے لئے ہر صوبہ میں اعلیٰ درجہ کی درسگاہیں اور بڑے بڑے میڈیکل کالج قائم ہیں۔ اس کے مقابل ہمارے یہ دونوں مشرقی طبی فن کس مپرسی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن اس کس مپرسی پر بھی طب یونانی اور وید کشمکش زمانہ میں لڑ بھڑ کے اپنی زندگی قائم کئے ہوئے ہیں۔ بلکہ اکثر موقعوں پر ڈاکٹری کو پیچھے ہٹا کر آگے بڑھ جاتے ہیں۔ ان باتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ہمارے یہ دونو فن ازل سے ابد الاباد تک باقی رہنے والی زندگی لیکر آئے ہیں اور مٹنے والے نہیں۔ بیشک ہمارے ان فنون کے لئے خطرہ بھی ہے۔ مگر وہ خطرہ نہ ڈاکٹری سے ہے نہ ہومیوپیتھی سے اور نہ کسی اور طریقہ علاج سے۔ وہ خطرہ خود ہمارے ہاتھ سے ہے۔ ہم اگر اس کی ویسی ہی قدر کرتے رہے۔ جیسی کہ ہمیشہ کرتے آئے ہیں۔ تو وہ ہمیشہ ترقی کرتا رہیگا اور کیا عجب ہے کہ اپنے معاصر رقیبوں یعنی دیگر اصناف طب پر فوقیت لے جائے۔ لیکن ہاں اگر ہمیں نے اس کی طرف سے اپنی توجہ اُٹھا لی تو سوائے مولانا حالی کا مصرع

"عمارت کا ہے اُس کی اللہ ہی والی"

پڑھ دینے کے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ہمارے ان مشرقی طبی فنوں نے ہندوستان کو قرن ہا قرن سے فائدہ پہنچایا ہے اور سچ یہ ہے۔ کہ ہمارا قومی بقا انہیں دونوں علموں سے وابستہ ہے ان کے ہم پر حقوق ہیں۔ اور وہ حقوق یوں نہیں ادا ہو سکتے ہیں۔ کہ ہم بھی اس کی ترقی و بہبودگی کے لئے دل و جان سے آمادہ جوش و خروش سے کوشش کریں۔ اور زمانہ جس قسم کی مدد چاہے ویسی ہی مدد کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ تعلیم اور روشن خیالی نے ہمیں بتا دیا ہے۔ کہ اب زمانہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے بیٹھنے کا نہیں بلکہ کچھ کرنے کا ہے۔ کیونکہ اگر ہم اپنے ان فنون کی حمایت کے لئے حسب ضرورت زمانہ کوشش کرنے پر نہ آمادہ ہوئے۔ تو دوسرے فنون آگے بڑھ جائیں گے اور موجودہ عہد کی تیز گھوڑ دوڑ میں پیچھے رہ جانے والے کا آگے نکلنا نہایت دشوار ہو گا علاوہ یہ کہ اگر ہم اپنے ان یادگار زمانہ فنون اور ان قدیم علمی ترکات کی مدد کے لئے مستعدی سے نہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور بے پروائی کرتے رہے۔ تو نہایت افسوس کا مقام ہو گا اور ایسا افسوس کہ ہم ہمیشہ کف افسوس ملیں گے

اس ضرورت کو محسوس کر کے ۱۹۱۰ء میں ایک یونانی اینڈ ویدک طبی کانفرنس کی بنیاد ڈالی جس کے پہلے سال کے اجلاس نومبر ۱۹۱۰ء میں دہلی میں ہوئے۔ اور الحمد للہ کہ پہلے ہی سال اس کانفرنس کو پوری کامیابی ہوئی۔ یہ امر مسلم ہے۔ کہ سارے ہندوستان میں دو ہی شہر لکھنؤ اور دہلی مشرقی تمدن اور مشرقی علوم و فنون کے مرکز ہیں۔ پس بڑے ہی افسوس کی بات ہوتی۔ اگر اس کانفرنس کا دوسرا سالانہ اجلاس لکھنؤ کے سوا کسی اور شہر میں ہوتا۔ اس میں ذرا شک نہیں کہ ایک ایسی کانفرنس کیلئے جس میں طب یونانی اور ویدک کی ترقی و بہبود کے تدابیر سوچے جانے والے ہوں دہلی اور لکھنؤ کے سوا کوئی اور شہر موزون نہیں ہو سکتا۔ یہ امر کسی قدر خوف دلانے والا ضرور تھا۔ کہ اطبائے لکھنؤ اپنے فنون میں چاہے کیسا ہی کمال رکھتے ہوں۔ اور کتنے ہی بڑے حاذق طبیب ہوں مگر موجودہ زمانہ کی ضرورتوں سے بہت کم آشنا ہیں۔ مگر اس بارۂ خاص میں ہماری امید کے خلاف اُنہوں نے نہایت روشن ضمیری سے کام لے کے طبی کانفرنس کو بڑی فراخ حوصلگی کے ساتھ مدعو کیا۔ اور اس امر کا کامل یقین کر کے یہ اپنے فن کی سچی خدمت ہے۔ کانفرنس کے استقبال اور اُس کی ترقی کے لئے ہمہ تن متوجہ ہو گئے چنانچہ ۱۰ ماہ مئی ۱۹۱۱ء کو جبکہ آل انڈیا طبی کانفرنس کے سکرٹری پنڈت مان سنگھ صاحب وید لکھنؤ میں تشریف لائے لکھنؤ کے کامل فن حاذق طبیبوں اور ویدوں کا ایک جلسہ جس میں اکثر مشہور اطبا اور ویدا اور بعض معززین شہر بھی شریک تھے عالی جناب حکیم حافظ عبد الولی صاحب کے مکان پر قرار پایا۔ اس جلسہ میں کانفرنس کے انتظامات کے لئے ایک لوکل کمیٹی منتخب ہو گئی جس کے ارکان کی تعداد ترقی کرتی جاتی ہے۔ تقریباً کل اطبائے شہر (الا ماشاء اللہ) اس کی رُکنیت قبول فرما چکے ہیں۔ اور خان بہادر حکیم نظیر حسن خان صاحب جو لکھنؤ کے نامی گرامی خاندان کے طبیب ہیں اور پنڈت گدادھر صاحب وید نے بکمال عنائت آنریری سکرٹری کی خدمت قبول فرمائی۔ اس جلسہ میں یہ بھی طے ہو گیا۔ کہ طبی کانفرنس کے آئندہ اجلاس نومبر ۱۹۱۱ء کی ۱۲-۱۳-۱۴ تاریخوں کو لکھنؤ میں ہونگے۔ اور سارے ہندوستان کے معززین اور خاصۃً اطبا اور ویدوں کو مدعو کیا جائیگا۔ اس خوشخبری کو بھی ہم اس موقع پر سُنائے دیتے ہیں۔ کہ کانفرنس کے کسی ایک اجلاس کی پریسیڈنسی عالی جناب معلی القاب ہز ہائی نس نواب صاحب بہادر والی ریاست رامپور نے قبول فرمائی ہے اور یہ بھی امید ہے۔ کہ اجلاس کی پریسیڈنسی عالی جناب ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب بہادر بنارس بھی قبول فرمائیں گے۔ جس کا ہندوستان کے تمام طبیبوں اور ویدوں بلکہ سارے اہل ہند کو شکر گذار ہونا چاہئے لکھنؤ کی لوکل کمیٹی طبی کانفرنس بھی اپنے اس فخر کو بے ظاہر کئے نہیں رہ سکتی۔ کہ عالی جناب راجہ سر محمد تصدق رسول خان صاحب بہادر کے۔ سی۔ ایس۔ آئی بالقابہ رئیس جہانگیر آباد اور عالی جناب راجہ سر علی محمد خان صاحب بہادر کے۔ سی۔ آئی۔ ای رئیس محمود آباد نے ہماری اور ہماری کانفرنس کی سرپرستی قبول فرمائی۔ اور یہ قوی امید ہے۔ کہ عنقریب دیگر امرا اور راجگان ہند کی سرپرستی کی عزت بھی حاصل ہوتی جائے گی۔ کیونکہ لوکل کمیٹی کی تجویز کے مطابق تعلقداران اودھ اور اکثر امرائے ہند کی خدمت میں ڈیپوٹیشن جانے والے ہیں۔ یہ بھی بڑی خوشی کی بات ہے۔ کہ قریب قریب تمام نامی اطبائے لکھنؤ اور یہاں کے تمام مشہور و معروف ویدوں نے کانفرنس کے استقبال کو ذوق و شوق سے قبول فرمایا ہے۔ اور سب اس کی کامیابی اور استقبال کے لئے دل و جان سے سرگرمی دکھا رہے ہیں۔ یہ ایسی باتیں ہیں جن سے ہمیں یقین کامل ہے۔ کہ لکھنؤ کی طبی کانفرنس نہائت کامیاب اور مفید ثابت ہو گی۔ اور پہلی کانفرنس سے زیادہ باشان و شوکت ہو گی۔ لہذا جملہ امرائے ہند سے عام

اس سے کہ ہندو ہوں یا مسلمان اور خاصۃً ہندوستان کے تمام طبیبوں اور ویدوں سے التجا ہے۔ کہ کانفرنس میں شریک ہو کے ہماری عزت افزائی فرمائیں۔ اور اس ملکی خدمت میں جو دراصل خود اپنی اور اپنے علم وفن کی سچی خدمت ہے۔ ہمارے ساتھ شریک ہوں۔ ڈیلیگیٹوں کی مہمانداری اور اُن کے ٹھہرنے کے انتظامات سے بہت جلد اطلاع دیجائیگی۔ مگر اس موقع پر اتنا عرض کردینا ضروری ہے۔ کہ اطباء اور ملک کے صاحب رائے حضرات میں سے جو صاحب کسی تجویز کو رزولیوشن کی حیثیت سے آئندہ کانفرنس میں پیش فرمانا چاہتے ہوں۔ تحریر فرما کے سکرٹری لوکل کمیٹی آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس کے پاس آخر ستمبر ۱۹۱۱ء تک ارسال فرمائیں۔ کیونکہ جو تجویزیں اس زمانہ کے بعد آئینگی۔ ممکن ہے کہ ان کے پیش کرنے کے لئے موقعہ نہ مل سکے۔

خادم الاطباء

حکیم محمد عبدالقوی

اسسٹنٹ سکرٹری لوکل کمیٹی آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس۔ جھوائی ٹولہ۔ لکھنؤ

مُفت

مَیں نے اپنا لیکچر کفارہ سرکاری درسی کتابوں کے طرز خط اور تقطیع پر ایک ہزار چھپوایا ہے۔ تاکہ عیسائی صاحبان کے درمیان مُفت تقسیم کیا جائے۔ عیسائی صاحبان کے بہت سے ایڈریس ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ اور ہم یہاں سے براہ راست روانہ کردیں گے۔ اور کچھ جلدیں مختلف شہروں کے احمدی احباب کو روانہ کی گئی ہیں۔ تاکہ وہ وہاں کے دیسی عیسائیوں میں تقسیم کردیں۔ ان کے علاوہ جو شخص منگوانا چاہیں۔ عیسائی یا غیر عیسائی اُن کی طرف سے صرف کارڈ آنے پر بذریعہ بیڈ پیکٹ روانہ کیا جائیگا۔

محمد صادق عفی اللہ عنہ

ایڈیٹر بدر

قادیان دارالامان

جمعہ کی تعطیل کیلئے

کوشش کرو۔

الحکم کی کسی پچھلی اشاعت میں جمعہ کی تعطیل کیلئے ایک مختصر سا نوٹ لکھا گیا تھا۔ افسوس ہے۔ وہ اخبار جو مسلمانوں کے اخبارات کہلاتے ہیں۔ اس ضروری سوال پر ایسے خاموش ہیں۔ کہ گویا نہیں کسی ایسے کام کی تائید کرنا ہے۔ جو ان کے مذہب و ملت میں (نعوذباللہ) حرام ہے۔ اس سے بڑھ کر مسلمانوں کی گری ہوئی حالت کا اور کیا ثبوت ہوگا۔ مسلمان اخبارات ہندؤں کی تحریکوں پر تو بہت جلد اعتراض کرنے کو آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور اُن کے بُرے نتائج پبلک میں پیش کرنے کو بڑا زور لگاتے ہیں۔ مگر جو بات اپنی قوم کے لئے ضروری ہے اور اس سے شوکت اسلام ظاہر ہے۔ اس کی طرف کچھ بھی توجہ نہیں۔ پیسہ اخبار وغیرہ میں مخالفت گئے کے میموریل پر تو متعدد آرٹیکل نکلے۔ مگر جمعہ کی تعطیل کے متعلق ایک کالم کا مضمون لکھنا بھی مشکل ہوگیا۔ مسلم پریس کی اس گری ہوئی حالت پر افسوس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ کیا عجب وہ اب بھی ہوش میں آجاویں۔

جمعہ مسلمانوں کی عید کا دن ہے اور جمعہ کی نماز مسلمانوں کے لئے فرض ہے۔ گورنمنٹ برطانیہ نے ہر قوم کو مذہبی آزادی دی ہے۔ اور ان کے مذہبی معابد کو اگر وہ گورنمنٹ کے قبضہ میں تھے۔ واگذار کر کے اپنے عدل و انصاف کی داد دی ہے۔ ایسی فیاض اور وسیع الخیال گورنمنٹ کے حضور اگر ہم اپنی مذہبی ضرورت کو پیش کریں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ اسے شرف قبولیت حاصل نہ ہو۔ اس لئے مسلمانوں کو متفق ہو کر ایک میموریل گورنمنٹ ہند کے حضور بھیجنا چاہیئے کہ جمعہ کی تعطیل ان کے لئے منظور کی جاوے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جب سے مسلمان اس ملک میں آئے ہیں۔ اسی وقت سے جمعہ کی تعطیل جاری رہی ہے۔ اور اس کا رواج اور آثار باقیہ اب تک بھی پائے جاتے ہیں کہ ابتک بھی بعض ریاستوں میں باوجود ہندو ہونے کے جمعہ کی تعطیل کا رواج رہا ہے۔ اتوار کی تعطیل سے مذہبی رنگ میں عیسائی اور ہندو یکساں فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور اپنی مذہبی مراسم جو سبت سے متعلق ہیں ادا کرتے ہیں۔ مگر مسلمان اپنے ایک عظیم الشان مذہبی فرض سے اس لئے قاصر رہتے ہیں کہ انہیں اس دن رخصت نہیں ہوتی۔ ہزاروں۔ لاکھوں مسلمان جو گورنمنٹ کے دفاتر اور دوسرے محکمہ جات اور کارخانجات میں ملازم ہیں وہ ایک ایسے فرض کے ادا کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ جس کے ادا نہ کرنے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کا حق ہے کہ وہ گورنمنٹ ہند کو اپنی اس مذہبی

مذہبی ضرورت

سے آگاہ کریں اور ادب سے اپنے حق کا مطالبہ کریں۔ اس وقت جبکہ دوسری قومیں اپنے دنیوی حقوق کے لئے جد وجہد کررہی ہیں اور جائز و ناجائز درخواستوں کے پیش کرنے سے مضائقہ نہیں کرتی ہیں۔ یہ کیسی کم ہمتی اور غفلت کی دلیل ہے۔ کہ ہم ایک مذہبی فرض کے ادا کے لئے گورنمنٹ سے جائز استمداد نہ کریں۔ اگر دوسرے مسلمان اس وقت خاموش ہیں۔ تو

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے ضرور

ایک میموریل جمعہ کی تعطیل کے لئے

جانا چاہئے اور دوسرے لوگوں کو جو تعطیل جمعہ کے حامی ہیں۔ ان سے دستخط لئے جاویں۔ مختلف انجمنوں کے پاس ایک مکمل مراسلہ بھیجا جاوے۔ کہ وہ اپنے ہاں سے تائیدی رزولیوشن پاس کر کے بھیجیں۔ اور گورنمنٹ کو توجہ دلائیں کہ مسلمانوں کا ایک کثیر حصہ جو گورنمنٹ کے ملازموں کی صورت میں ہے۔

اپنے مذہبی فرض سے قاصر ہے۔

مسلمانوں میں اگر مذہبی غیرت اور حرارت مفقود نہیں ہوگئی تو وہ جمعہ کی تعطیل حاصل کرنے کے لئے اس وقت ادب و انکسار سے درخواست کرنے میں غفلت نہ کریں۔ عید میلاد جو ایک بدعت ہے۔ اس کے لئے تو اس قدر کوشش کی گئی کہ زمین و آسمان کے قلابے ملائے گئے۔ اور اپنے ساتھ چند مولویوں کو بھی ملا لیا گیا۔ اب ایک مذہبی فرض ترک ہو رہا ہے۔ اس کے لئے نہ ان لیڈروں کو جنبش ہوتی ہے۔

ہندوستان علمایان دین متین کی رگ حمیت حرکت میں آتی ہے۔ اس سے بڑھ کر شرم کا مقام کیا ہوگا؟

میری سمجھ میں اس کی ایک اور وجہ بھی ہے اس کے بیان کرنے سے شاید ہمارے مخالف مسلمان ناراض ہو جائیں۔ مگر میں اس کے کہنے سے رک نہیں سکتا اور وہ یہ ہے کہ بعض ناعاقبت اندیش جو ہندوستان کو دارالحرب سمجھ کر جمعہ کے جواز ہی کے منکر ہیں۔ اگر مسلمان اس وقت اس تعطیل کے لئے کوشش کریں۔ تو یہ الزام بھی ان کے سر سے دور ہو جائے۔ ہندوستان دارالحرب نہیں ہے۔ یہاں ہمیں ہر طرح امن اور ہر قسم کی مذہبی آزادی حاصل ہے۔ پس اٹھو اور ہندوستان کے اس سرے سے دوسرے سرے تک کوشش کرو۔ اور ہر ایک اور ہر ایک حصہ ملک سے گورنمنٹ کے حضور میموریل بھجواؤ۔

جمعہ کی تعطیل ضرور ملنی چاہئے

اگر اس تعطیل کے لئے ہمیں کسی ایک یا دوسری تعطیل کو چھوڑنا پڑے۔ تب بھی پروا نہیں کرنی چاہئے۔ مگر جمعہ کی تعطیل ضرور ملنی چاہئے۔

پندرہ سال سے زیادہ عرصہ گذرتا ہے۔ کہ ہمارے سید و مولا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جمعہ کی تعطیل کے لئے کوشش کرنی چاہی تھی۔ مگر جو کام گورنمنٹ سے متعلق ہو۔ وہ مسلمانوں کی متفقہ کوشش کو چاہتا ہے۔ اس لئے اب پھر ہمیں اس تجدید کی حاجت ہے۔

اب وقت ہے۔ کہ ہم اپنے اس جائز مطالبہ کے لئے سعی کریں۔ اگر مسلمان اس کے لئے توجہ کریں اور ہر جگہ سے جمعہ کی تعطیل کے لئے میموریل بھیجوائیں تو نہایت مفید ہوگا اور یہ کام ایک مجموعی صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔ کہ تمام انجمنیں متفقہ رزولیوشن پاس کر کے ہمارے پاس بھیجیں تو یہاں سے ایک میموریل بھیجا جا سکتا ہے اور میں اپنی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اگر دوسرے لوگ اس معاملہ میں غفلت بھی کریں۔ تو بھی ان کا فرض ہے۔ کہ وہ فوراً ایک میموریل گورنمنٹ کے پاس تعطیل جمعہ کے متعلق بھیج دیں۔ تاکہ وہ کام جو ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شروع کیا تھا۔ پورا ہو۔ دیکھنا چاہئے۔ کہ دوسرے مسلمان اپنے فرض کو کہاں تک شناخت کرتے ہیں۔

مسلمان اخبارات عنداللہ سخت جوابدہ ہونگے۔ اور وہ قومی غفلت کے الزام کے نیچے ہونگے اگر وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہونگے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ کہ اس سے جو اسلامی اخبارات میں تعطیل جمعہ کے متعلق مبسوط آرٹیکل شائع ہونگے۔ اور مسلمانوں کی تمام انجمنیں اس مضمون پر نوٹس لیں گی اور لاکھوں نہیں کروڑوں مسلمانوں کے دستخط ایسی درخواستوں پر ثبت کئے جاویں گے۔ گورنمنٹ کی مہربانی سے ہم متوقع ہیں۔ کہ وہ مسلمانوں کے مذہبی حقوق کی حفاظت کرنے میں کوئی تامل نہ کرے گی!

درخواست دعا

خاکسار سید گلزار حسین احمد رضی اللہ عنہٗ جو بہت دنوں سے بیمار ہے۔ بزرگان سلسلہ سے درخواست دعا کی کرتا ہے۔ کہ مہربانی سے دعا بدرگاہ رب العالمین شافی مطلق کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ صحت بخشے!

آمین!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امۃ الحفیظ کی آمین

میری اور عزیزان بشیر احمد شریف احمد مبارکہ کی آمین بنانے کے بعد حضرت صاحب کا ارادہ تھا۔ کہ آئندہ آمین کا مصرعہ فسبحان الذی اوفی الامانی ہو۔ لیکن منشائے الٰہی کے ماتحت آپ تو اس کام کو نہ کر سکے اب امۃ الحفیظ میری چھوٹی ہمشیرہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قرآن شریف ختم کیا ہے۔ اس کے لئے میں نے یہ آمین تیار کی ہے اور حضرت صاحب کے منشاء کو پورا کرنے کے لئے اسی مصرعہ کو مصرعہ آمین رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کام کو بابرکت کرے۔ آمین!

مرزا محمود احمد

آمین

خدا سے چاہیئے ہے لو لگانی
وہی ہے راحت و آرام دل کا
وہی ہے چارۂ آلام ظاہر
سپر بنتا ہے وہ ہر ناتواں کی
بچاتا ہے ہر اک آفت سے اُن کو
جسے اُس پاک سے رشتہ نہیں ہے
اُسی کو پا کے سب کچھ ہم نے پایا
خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی

ہمارے گھر میں اُس نے بھر دیا نور
ملا یا خاک میں سب دُشمنوں کو
حقیقت کھولدی اُن پہ ہماری
ہماری فتح و نصرت دیکھ کر وہ
ہماری رات بھی ہے نور افشاں
خدا نے ہم کو وہ جلوہ دکھایا
ملے ہم کو وہ اُستاد و خلیفہ
خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی

خدا کا اسقدر ہے ہم پہ احسان
نہیں معلوم کیا خدمت ہوئی تھی
ہزاروں ہیں کہ ہیں محروم اس سے
جسے اُس نور سے حصہ نہیں ہے
یہی دل کی تسلی کا ہے موجب
اسی میں مردہ دل کی زندگی ہے
یہ ہے دُنیا میں کرتا رہنمائی
یہی ہر کامیابی کا ہے باعث

کہ سب فانی ہیں پر وہ غیر فانی
اسی سے روح کو ہے شادمانی
وہی تسکین دہ دردِ نہانی
وہی کرتا ہے ان کی پاسبانی
ٹلاتا ہے بلائے ناگہانی
زمینی ہے نہیں ہے آسمانی
کھلا ہے ہم پہ سب رازِ نہانی
فسبحان الذی اوفی الامانی

ہر اک ظلمت کو ہم سے کر دیا دور
کیا ہر مرحلہ میں ان پہ منصور
مگر تاریکیٔ دل سے ہیں مجبور
غم و رنج و مصیبت سے ہوئے چور
ہماری صبح خوش ہے شام مسرور
جو موسیٰ کو دکھایا تھا سرِ طور
کہ سارے کہہ اُٹھے نورٌ علیٰ نور
فسبحان الذی اوفی الامانی

کہ جس کو دیکھکر ہوں سخت حیران
کہ سکھلایا کلام پاک یزدان
نظر سے جن کی ہے وہ نورِ پنہاں
نہیں زندوں میں ہے وہ جسم بیجاں
اُسی سے ہو میسر دیدِ جاناں
یہی کرتا ہے ہر مشکل کو آساں
یہ عقبیٰ میں کریگا شاد و فرحاں
یہی کرتا ہے پورے دل کے ارماں

رلاتا ہے یہی اس دلربا سے
یہ نعمت ہم کو ہے خدمت ملی ہے
خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی
کلام اللہ میں سب کچھ بھرا ہے
یہی ہر پاک دل کی آرزو ہے
یہ جامع کیوں نہ ہو سب خوبیوں کا
مٹا دیتا ہے سب زنگوں کو دل سے
یہ ہے تسکین دہ عشاق مضطر
خضر اس کے سوا کوئی نہیں ہے
جو اس کی دید میں آتی ہے لذت
جو ہے اس الگ حق سے الگ ہے
یہ ہے بے عیب ہر نقص و کمی سے
ہمیں حاصل ہے اس سے دید جانان
خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی
یکہ اس دنیا میں جتنے لوگ حق ہیں
وہ دل سے مانتے ہیں اس کی خوبی
خدا نے فضل سے اپنے ہمیں بھی
حفیظ جو مری چھوٹی بہن ہے
ہوئی جب ہفت سالہ تو خدا نے
کلام رب اس کو پڑھایا
زباں سے اس کو پڑھکر پائی برکت
اکٹھے ہو رہے ہیں آج احباب
ہوئے چھوٹے بڑے ہیں آج شاداب
خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی
الٰہی جیسے یہ دولت عطا کی
ترے چاکر ہوں ہم پانچوں بہن بھائی
تیری خدمت میں بلتے جان و دل کو
ہیں ہم دور ہر بد کیش و بدسے
بنائیں دل کو گلزار حقیقت
شفا ہوں ہر مریض روح کی ہم
نہ زور و ظلم کے خوگر ہوں یارب
محبت تیری دل میں جاگزیں ہو۔
ہمارے کام سب تیرے لئے ہوں
رسول اللہ ہمارے پیشوا ہوں

یہی کر تلک ہے زائل درد ہجراں
سکھایا ہے ہمیں مولیٰ نے قرآں
فسبحان الذی اوفیٰ الامانی
یہ سب بیماریوں کی اک دوا ہے
یہی ہر متقی کا مدعا ہے
کہ اس کا بھیجنے والا خدا ہے
اسی سے قلب کو ملتی جلا ہے
مریضان محبت کو شفا ہے
یہی بھٹکے ہوؤں کا رہنما ہے
وہ سب دنیا کی خوشیوں سے سوا ہے
جو ہے اس سے جدا حق سے جدا ہے
کرے جو حرف گیری بے حیا ہے
کہ قرآں مظہر شان خدا ہے
فسبحان الذی اوفیٰ الامانی
جنہیں سچائی سے کوئی نہیں کیں
وہ پاتے ہیں اسی میں دل کی تسکیں
کھلائے اس کے ہیں اثمار شیریں
نہ اب تک وہ ہوئی تھی اس میں رنگیں
پنہایا اس کو بھی یہ تاج زریں
بنایا گلشن قرآں کا گلچیں
ہوئیں آنکھیں بھی اس سے نور آگیں
منائیں تاکہ ہم روز آئیں
نظر آتا نہیں کوئی بھی غمگیں
فسبحان الذی اوفیٰ الامانی
ہمیں توفیق دے صدق و صفا کی
ہمیں طاقت عطا کر تو وفا کی
گھڑی جب چاہے آجائے قضا کی
رہے صحبت ہمیں اہل وفا کی
لگائیں شاخ زہد و اتقا کی
دوا بن جائیں درد لا دوا کی
نہ عادت ہم میں ہو جور و جفا کی
لگی ہو لو ہمیں یاد خدا کی
اطاعت ہو غرض ہر مدعا کی
ملے توفیق اُن کی اقتدا کی

خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی
الٰہی تو ہمارا پاسباں ہو
ترے بن زندگی کا کچھ نہیں لطف
مصیبت میں ہمارا ہو مددگار
ہمیں اپنے لئے مخصوص کرلے
تجھے جس رہ سے لوگوں نے پایا
ہماری موت ہے فرقت میں تیری
ہمارا حافظ و ناصر ہو ہمدم
کرے اس کی اگر تو آبپاشی
ذلیل و خوار و رسوا ہو جہاں میں
عبادت میں کٹیں دن رات اپنے
خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی
ہماری اے خدا کردے وہ تقدیر
وہ ہم میں قوت قدسی ہو پیدا
زباں مرہم بنے بیمار دلوں کے حق میں
وہ جذبہ ہم میں پیدا ہو الٰہی
دلوں کی ظلمتوں کو دور کردے
گناہوں سے بچائے ہمکو یارب
خضر بن جائیں اُن کے واسطے ہم
وہی بولیں جو دل میں ہو ہمارے
خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی
عطا کر جاہ و عزت دو جہاں میں
بنیں ہم بلبلیں بستان احمد
ہمارا گھر ہو مثل باغ جنت
ہماری نسل کو یارب بڑھا دے
ہماری بات میں برکت ہو ایسی
الٰہی تو رہے تیرا جاگزیں ہو
غم و رنج و مصیبت سے بچا کر
بنیں ہم سب کے سب خدام احمد
عطا کر عمر و صحت ہم کو یارب
یہ ہوں میری دعائیں ساری مقبول
ترا وہ فضل نازل ہو الٰہی

فسبحان الذی اوفیٰ الامانی
ہمیں ہر وقت تو راحت رساں ہو
ہمارے ساتھ تو پیارے ہر زماں ہو
ہمارے درد دل کا رازداں ہو
ہمارے دل میں آکر میہماں ہو
وہ راز معرفت ہم پہ عیاں ہو
ہمیشہ ہم پہ تو جلوہ کناں ہو
ہمارے باغ کا تو باغباں ہو
تو پھر ممکن نہیں ہم پر خزاں ہو
جو حاسد ہو عدو ہو بدگماں ہو
ہمارا سر ہو تیرا آستاں ہو
فسبحان الذی اوفیٰ الامانی
کہ جس کو دیکھکر حیراں ہو تدبیر
جسے چھو دیں وہی ہو جائے اکسیر
اگر اعدا کو کاٹے مثل شمشیر
جو دشمن ہیں کریں اُن کی بھی تسخیر
ہماری بات میں ایسی ہو تاثیر
نہ ہونے پائے کوئی ہم سے تقصیر
ہوئے ہیں بھولے ہوئے رستہ سے رہگیر
خلاف فعل ہو اپنی نہ تقریر
فسبحان الذی اوفیٰ الامانی
ہمیں عظمت دے پیارے آسماں میں
رہے برکت ہمارے آشیاں میں
ہو آبادی ہمیشہ اس مکاں میں
ہمیں پھیلا دے ہر کون و مکاں میں
کر ڈالے روح مردہ استخواں میں
زباں میں دل میں سینہ میں دہاں میں
ہمیشہ رکھ ہمیں اپنی اماں میں
کلام اللہ پھیلائیں جہاں میں
ہمیں مت ڈال پیارے امتحاں میں
ملے عزت ہمیں دونوں جہاں میں
کہ ہو مشہور ہر کون و مکاں میں

خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی
فسبحان الذی اوفیٰ الامانی

ہمارے اسلامیہ سکول اور انٹرنس کا نتیجہ

امتحان انٹرینس کا نتیجہ نکل آیا اور پاس ہونے والے امیدواروں کی اوسط فیصدی ۴۶ رہی۔ اسلامیہ سکولوں کا نتیجہ آریہ سکولوں کے مقابلہ میں نہایت مایوسی بخش اور افسوسناک ہے۔ صرف لاہور کے دیانند ہائی سکول کے ۹۲ طلباء میں سے ۷۱ کامیاب ہوئے۔ اور یہ نہیں تجویز بالمقابل اس کے لاہور ہی کے اسلامیہ سکول میں ۹۲ طلباء میں سے صرف ۲۲ پاس ہوئے۔ جو گویا اُلٹی نسبت ہے۔ دیانند سکول پنجاب بھر میں نتیجہ کے لحاظ سے اول رہا۔ پنجاب بھر میں اول رہنے والا طالبعلم اسی سکول کا فرزند ہے اور سوم اور پنجم بھی اسی سکول کے۔ لاہور ڈویژن کے سات وظائف میں سے ۶۔ اس سکول نے حاصل کئے۔ ۲۵۔ طالبعلم اول ڈویژن میں اور ۴۲ دوم میں اور ۴ سوم میں پاس ہوئے۔ یہ نتائج فی الحقیقت ہندو قوم کے لئے فخر اور ناز کے قابل ہیں۔

ہمارے اسلامیہ سکولوں کے نتائج شرم دلانے والے ہیں۔ خصوصاً لاہور کی انجمن حمایت اسلام کا نتیجہ بالکل ردی امرتسر کا اسلامیہ سکول نسبتاً اچھا کام کر رہا ہے۔ مگر وہاں کا ہیڈ ماسٹر انگریز ہے۔ اخبار ہندوستان نے انٹرینس کے نتائج پر جو غیرت مسلمانوں کو دلائی ہے۔ وہ اس کے لئے برسرحق ہے۔ اس نے واقعات سے بتایا ہے۔ کہ جہاں ہندو استاد تعلیم دیتے ہیں۔ وہاں کے مسلمان طلباء کے نتائج اچھے ہیں۔ جہاں خالص مسلمان استاد ہیں۔ اس جگہ کے نتائج تسلی بخش نہیں۔

یہ امر مسلمان ہیڈ ماسٹروں اور استادوں کیلئے شرم دلانے والا ہے کہ وہ **قومی کام** کرنے کا احسان الگ قوم پر رکھتے ہیں۔ اور تنخواہیں بھی معقول لیتے ہیں۔ اور اس پر نتائج ایسے ردی اور بُرے۔

پنجاب کے اسلامیہ سکولوں میں ہمارے تعلیم الاسلام ہائی سکول کا نتیجہ اگر میں غلطی نہیں کرتا

خدا کے فضل سے سب سے اول ہے

کیونکہ **۲۶** طلباء میں ۱۵ کامیاب ہوئے ہیں۔ والحمد للہ علی ذالک

اس لحاظ سے ہمارے لئے یہ امر کچھ کم مسرت بخش نہیں کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان قومی سکولوں میں اپنی تربیت اور مذہبی پابندی کے ساتھ تعلیمی نتائج میں اول رہا ہے اور یہ پہلا موقعہ ہی نہیں بلکہ تعلیم الاسلام کے نتائج اس سے پہلے بھی تسلی بخش اور ممتاز رہے ہیں۔

اور اگر ہمارے اساتذہ نے توجہ کی اور محنت اور سرگرمی کے ساتھ دعاؤں سے کام لیتے رہے۔ تو یہ امید کرنا خدا کے فضل سے بعید نہیں کہ دیانند سکول کا مقابلہ اگر صوبہ بھر میں کریگا تو

قادیان کا تعلیم الاسلام ہی کریگا

خدا کرے ایسا ہو۔

ہاں یہ بالکل درست ہے کہ دیانند سکول میں کام کرنے والوں کا ایثار اور اخلاص ابھی تک بے نظیر ہے اور میں اس سکول کی کامیابی کو اسی صدق اور اخلاص کا نتیجہ سمجھتا ہوں۔ جہاں گریجویٹ بی ٹی ہیڈ ماسٹر صرف گزارہ قلیل پر کام کرتا ہے ہمیں ابھی ایسے نیک دل بزرگوں کی ضرورت ہے۔ جو اپنی محنت اور جفاکشی کے ساتھ **قومی فنڈ** پر بھی احسان کرنے والے ہوں

بہرحال تعلیم الاسلام ہائی سکول کا نتیجہ پنجاب بھر کے اسلامیہ سکولوں کے لئے ایک نظیر ہوگا۔ میں تعلیم الاسلام کے نتیجہ کو ایک اور پہلو سے دیکھنا چاہتا ہوں اور اس کا وہی سنہری پہلو ہے جو

قوم کے سامنے پیش ہونا چاہئیے

اور وہ اس کی عربی تعلیم ہے۔ اگر کوئی اسلامیہ سکول پنجاب بھر میں سب سے زیادہ طالب علم پاس کرائے اور عربی کی تعلیم نہ ہو تو وہ سمجھ لینے آرزو کا معاملہ ہے۔ تعلیم الاسلام کی خصوصیت یہ ہے کہ

وہ عربی کی تعلیم بھی دیتا ہے

دوسرے مدارس میں بھی غالباً عربی پڑھائی جاتی ہوگی مگر مدرسہ تعلیم الاسلام کے امتحان انٹرینس میں ۲۶ میں سے ۱۷ طالب علموں نے عربی بطور لازمی مضمون کے لی تھی اور ۳ نے اختیاری۔ گویا ۲۰ طالبعلم عربی کے امتحان میں شامل ہوئے جن میں سے ۱۶ پاس ہوئے۔

عربی کے لازمی مضمون میں ۳ فیل ہوئے۔ مگر وہ صرف عربی میں نہیں بلکہ دوسرے مضامین میں بھی فیل ہیں۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ عربی کے لئے صرف ہفتہ میں ۶ پیریڈ ہیں اور انگریزی کیلئے ۲۴ تو اس نتیجہ کو نہایت ہی قابل قدر اور لائق تعریف کہیں گے اور یہ مولوی غلام محمد صاحب کی محنت اور دلی توجہ کا نتیجہ ہے۔ ہماری جماعت میں بعض لوگ ایسے ہیں۔ جو گویا

گودڑی میں لعل ہیں

انہیں میں سے ایک مولوی **غلام محمد** صاحب ہیں۔ جو اپنی درویشانہ سادہ وضع اور دینداری میں قابل تقلید ہیں۔ اور یہ اسی مدرسہ کے فیضیافتہ فرزند ہیں۔ تعلیم الاسلام اپنے ایسے بچوں پر انشاء اللہ

ہمیشہ ناز کریگا

مدرسہ تعلیم الاسلام کی یہ خصوصیت اسے اور بھی ممتاز بناتی ہے اور ہماری دعا ہے کہ وہ ہمیشہ ممتاز رہے۔

بالآخر اسلامی سکولوں کے افسوسناک نتائج امید ہے قوم کو متوجہ کریں گے اور ان بُرے نتائج کے لئے جو لوگ ذمہ وار ہیں۔ وہ خدا سے ڈریں اور اپنی قوم کے بچوں کی عمروں کو ضائع نہ کریں۔

قادیان تعلیم الاسلام کے عمدہ نتائج کے لئے میں مدرسہ کو استادوں کو **مبارکباد** دیتا ہوں۔ اور یہ کہنا بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ وہ تعلیم الاسلام کے فرزندوں میں سادگی۔ خودداری اور قومی حمیت۔ ایثار اور اخلاص کی **روح** اپنے نمونے سے پیدا کریں۔ میں اس کے ساتھ اگر یہ کہوں۔ کہ مولوی **شیر علی** صاحب نے قبل ازیں اپنے نمونہ سے جو **روح** اپنے شاگردوں میں پھونکی تھی اس کی اب بھی ضرورت ہے۔ تو یہ ہرگز بے موقع نہیں۔ مولوی شیر علی صاحب کی صحبت میں جن بچوں نے مدرسہ کا کورس پورا کیا۔ وہ جہاں کہیں بھی ہیں۔ اپنی **دینداری۔ سادگی** اور اخلاص کا نمونہ ہیں۔ اور مولوی غلام محمد اور مولوی محمد دین صاحب بی۔ اے اس مدرسہ میں ابتک بھی ان کے نمونہ کو قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ **فی الجملہ** مدرسہ کے استاد قابل مبارکباد ہیں۔ کہ ان کا سکول پنجاب کے دوسرے اسلامی سکولوں میں ممتاز رہا۔ خدا کرے۔ وہ پنجاب میں بھی **ممتاز ہو۔** آمین۔

ہمارے اسلامیہ سکول اور انٹرینس کا نتیجہ

امتحان انٹرینس کا نتیجہ نکل آیا اور پاس ہونے والے امیدوار کی اوسط فیصدی ۴۶ رہی۔ اسلامیہ سکولوں کا نتیجہ آریہ سکولوں کے مقابلہ میں نہایت مایوسی بخش اور افسوسناک ہے۔ صرف لاہور کے دیانند ہائی سکول کے ۹۲ طلباء میں سے ۷۱ کامیاب ہوئے۔ اور یہ نہ زیر تجویز بالمقابل اس کے لاہور ہی کے اسلامیہ سکول میں ۹۲ طلباء میں سے صرف ۲۲ پاس ہوئے۔ جو گویا اُلٹی نسبت ہے۔ دیانند سکول پنجاب بھر میں نتیجہ کے لحاظ سے اول رہا۔ پنجاب بھر میں اول رہنے والا طالب علم اسی سکول کا فرزند ہے اور سوم اور پنجم بھی اسی سکول کے۔ لاہور ڈویژن کے سات وظائف میں سے ۷ اسی سکول نے حاصل کئے۔ ۲۵ طالب علم اول ڈویژن میں اور ۴۲ دوم میں اور ۴ سوم میں پاس ہوئے۔ یہ نتائج فی الحقیقت ہندو قوم کے لئے فخر اور ناز کے قابل ہیں۔

ہمارے اسلامیہ سکولوں کے نتائج شرم دلانے والے ہیں۔ خصوصاً لاہور کی انجمن حمایت اسلام کا نتیجہ بالکل ردی ہے امرتسر کا اسلامیہ سکول نسبتاً اچھا کام کر رہا ہے۔ مگر وہاں کا ہیڈ ماسٹر انگریز ہے۔ اخبار ہندوستان نے انٹرینس کے نتائج پر جو غیرت مسلمانوں کو دلائی ہے۔ وہ اس کے لئے بر سر حق ہے اس نے واقعات سے بتایا ہے۔ کہ جہاں ہندو استاد تعلیم دیتے ہیں۔ وہاں کے مسلمان طلباء کے نتائج اچھے ہیں۔ جہاں خالص مسلمان استاد ہیں۔ اس جگہ کے نتائج تسلی بخش نہیں۔

یہ امر مسلمان ہیڈ ماسٹروں اور استادوں کیلئے شرم دلانے والا ہے کہ وہ **قومی کام** کرنے کا احسان الگ قوم پر رکھتے ہیں۔ اور تنخواہیں بھی معقول لیتے ہیں۔ اور اس پر نتائج ایسے ردی اور بُرے۔

پنجاب کے اسلامیہ سکولوں میں ہمارے تعلیم الاسلام ہائی سکول کا نتیجہ اگر میں غلطی نہیں کرتا

خدا کے فضل سے سب سے اول ہے

کیونکہ ۲۶ طلباء میں ۱۵ کامیاب ہوئے ہیں۔ والحمد للہ علی ذالک

اس لحاظ سے ہمارے لئے یہ امر کچھ کم مسرت بخش نہیں کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان قومی سکولوں میں اپنی تربیت اور مذہبی پابندی کے ساتھ تعلیمی نتائج میں اول رہا۔ اور یہ پہلا موقعہ نہیں بلکہ تعلیم الاسلام کے نتائج اس سے پہلے بھی تسلی بخش اور ممتاز رہے ہیں۔

اور اگر ہمارے اساتذہ نے توجہ کی اور محنت اور سرگرمی کے ساتھ دعاؤں سے کام لیتے رہے۔ تو یہ امید کرنا خدا کے فضل سے بعید نہیں کہ دیانند سکول کا مقابلہ اگر صوبہ بھر کے لئے کوئی کر سکتا ہے تو

قادیان کا تعلیم الاسلام ہی کریگا

خدا کرے ایسا ہو۔

ہاں یہ بالکل درست ہے کہ دیانند سکول میں کام کرنے والوں کی ایثار اور اخلاص ابھی تک بے نظیر ہے اور میں اس سکول کی کامیابی کو اسی صدق اور اخلاص کا نتیجہ سمجھتا ہوں۔ جہاں گریجویٹ بی اے ہیڈ ماسٹر صرف گزارہ قلیل پر کام کرتا ہے ہمیں ابھی ایسے ہی بزرگوں کی ضرورت ہے۔ جو اپنی محنت اور جفاکشی کے ساتھ **قومی فنڈ** پر بھی احسان کرنے والے ہوں

بہرحال تعلیم الاسلام ہائی سکول کا نتیجہ پنجاب بھر کے اسلامی سکولوں کے لئے ایک نظیر ہوگا۔ میں تعلیم الاسلام کے نتیجہ کو ایک اور پہلو سے دیکھنا چاہتا ہوں اور اس کا وہی سنہری پہلو ہے جو

قوم کے سامنے پیش ہونا چاہیئے

اور وہ اس کی عربی تعلیم ہے۔ اگر کوئی اسلامیہ سکول پنجاب بھر میں سب سے زیادہ طالب علم پاس کرالے اور عربی کی تعلیم ہو تو وہ مجھے سے آرزو کا معاملہ ہے۔ تعلیم الاسلام کی خصوصیت یہ ہے کہ

وہ عربی کی تعلیم بھی دیتا ہے

دوسرے مدارس میں بھی غالباً عربی پڑھائی جاتی ہوگی مگر مدرسہ تعلیم الاسلام کے امتحان انٹرینس میں ۲۶ میں سے ۱۷ طالب علموں نے عربی بطور لازمی مضمون کے لی تھی اور ہوتے اختیاری سے گویا ۲۰ طالب علم عربی کے امتحان میں شامل ہوئے جن میں سے ۱۶ پاس ہوئے۔

پھر عربی کے لازمی مضمون میں ۲ فیل ہوئے۔ مگر وہ صرف عربی ہی نہیں بلکہ دوسرے مضامین میں بھی فیل ہیں۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ عربی کے لئے صرف ہفتہ میں ۶ پیریڈ ہیں اور انگریزی کیلئے ۴۲ تو اس نتیجہ کو نہایت ہی قابل قدر اور لائق تعریف کہیں گے اور یہ مولوی غلام محمد صاحب کی محنت اور دلی توجہ کا نتیجہ ہے۔ ہماری جماعت میں بعض لوگ ایسے ہیں۔ جو گویا

گودڑی میں لعل ہیں

انہیں میں سے ایک مولوی **غلام محمد** صاحب ہیں۔ جو اپنی درویشانہ وضع اور دینداری میں قابل تقلید ہیں۔ اور یہ اسی مدرسہ کے تعلیم یافتہ فرزند ہیں۔ تعلیم الاسلام اپنے ایسے بچوں پر انشاءاللہ

ہمیشہ ناز کریگا

تعلیم الاسلام کی یہ خصوصیت اسے اور بھی ممتاز بناتی ہے اور دعا کرنی چاہیئے کہ وہ ہمیشہ ممتاز رہے۔

الغرض اسلامی سکولوں کے افسوسناک نتائج امید ہے قوم کو متوجہ کریں گے اور ان بُرے نتائج کے لئے جو لوگ ذمہ وار ہیں وہ خدا سے ڈریں اور اپنی قوم کے بچوں کی عمروں کو ضائع نہ کریں۔

قادیان تعلیم الاسلام کے عمدہ نتائج کے لئے میں مدرسہ کو اور قوم کو **مبارکباد** دیتا ہوں۔ اور یہ کہنا بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ وہ تعلیم الاسلام کے فرزندوں میں سادگی۔ خودداری اور قومی حمیت۔ ایثار اور اخلاص کی **روح** اپنے نمونے سے پیدا کریں۔ میں اس کے ساتھ اگر یہ کہوں۔ کہ مولوی شیر علی صاحب کے اپنے نمونہ سے جو **روح** اپنے شاگردوں میں پھونکی تھی اس کی اب بھی ضرورت ہے۔ تو یہ ہرگز بے موقع نہیں۔ مولوی شیر علی صاحب کی صحبت میں جن بچوں نے مدرسہ کا کورس پورا کیا۔ وہ جہاں کہیں بھی ہیں۔ اپنی **دینداری۔ سادگی** اور اخلاص کا نمونہ ہیں۔ اور مولوی غلام محمد اور مولوی محمد دین صاحب بی اے اس مدرسہ میں ابتک بھی ان کے نمونہ کو قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ **فی الجملہ** مدرسہ کے اُستاد قابل مبارکباد ہیں۔ کہ ان کا سکول پنجاب کے دوسرے اسلامی سکولوں میں مُمتاز رہا۔ خدا کرے۔ وہ پنجاب میں بھی ممتاز ہو۔ آمین۔

خواجہ صاحب اور پرکاش

خواجہ صاحب کے متعلق اخبار پرکاش میں ایک نوٹ چھپایا گیا ہے۔ جو پرکاش کے کسی پریمی نے لکھا ہے اس میں بحوالہ مسافر لکھا گیا ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے انجمن ہدایت الاسلام آگرہ کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر سوامی دیانند کو حضرت رامچندر اور مہاتما کرشن اور دُنیا کے دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح ایک قابل تعظیم اور مکمل انسان قرار دیا ہے۔ اور یہ کہ وہ ان کی ویسی ہی تعظیم کرتے ہیں۔ جیسے دوسرے انبیاء کی۔ اس نوٹ سے پہلے راقم مضمون لکھتا ہے کہ ہم ان کی رائے کو کل احمدی جماعت کی ذمہ وار رائے تصور کرتے ہیں یہ تو راقم مضمون کی غلطی ہے۔ احمدی جماعت ایک امام کے ماتحت ہے اور صرف اُسی کی آواز ایک ایسی آواز ہے جو **قول فیصل** اور **کلام ناطق** کہلاتی ہے۔ باقی ہر شخص اپنی رائے کا آپ ذمہ وار ہے ہاں اگر کوئی ایسی رائے ہو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے جانشین کی کسی تحریری یا تقریری رائے کے خلاف نہ ہو۔ تو وہ خواجہ صاحب تو ایک معزز رکن ہمارے سلسلہ کے ہیں اگر کوئی گمنام آدمی بھی اُسے پیش کرے تو وہ سلسلہ کی رائے ہوگی۔ **ورنہ کبھی نہیں۔**

پھر اس کے بعد پرکاش کے پریمی کو معلوم ہونا چاہئیے کہ خواجہ صاحب نے مسافر ہی کے ذریعہ اس غلط فہمی کو رفع کر دیا ہے۔ انہوں نے ہرگز ہرگز سوامی دیانند صاحب کو کسی **مقدس نبی** کا ہمتا نہیں قرار دیا اور نہ وہ ایسے انسان کو کبھی نبی کہہ سکتے ہیں جو خدا کے برگزیدہ ماموروں اور راستبازوں کی توہین کرے۔ **مکمل انسان** سے میں نہیں سمجھتا پرکاش کا پریمی کی مراد کیا ہے؟ کیا یہ کہ مسئلہ ارتقاء کے موافق وہ ترقی کر کے انسان ہو گیا۔ یا یہ کہ اس میں کوئی انسانی نقص نہ تھا؟ میں سوامی صاحب کو مکمل انسان اس لئے نہیں کہہ سکتا کہ وہ نوع انسان کی تمام جماعتوں اور طبقوں کے لئے اپنی زندگی میں عملی نمونہ نہیں رکھتے اور اسی سوال کو بارہا آریہ صاحبان سے پوچھا گیا ہے جس کا جواب ان کے پاس نہیں ہے احمدی قوم نے سوامی دیانند صاحب کے متعلق اپنی رائے کو تبدیل نہیں کیا ہے اور نہ اسے ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ سوامی صاحب کے متعلق لکھا ہے ہم اسے **قول فیصل** سمجھتے ہیں اور یہ خواجہ صاحب پر اتہام ہے کہ انہوں نے اسے تبدیل کر دیا۔ خواجہ صاحب جہاں تک مجھے ان کی اس تحریر سے جو انہوں نے مسافر کو بھیجی ہے پتہ لگتا ہے

دیانند جی کو نبی نہیں مان سکتے

اور نہ سوامی دیانند کی زندگی میں کوئی ایسی بات ہے۔ کہ وہ مقدس انبیاء کے زمرہ میں کھڑا ہو سکے۔ ہم اسے نبیوں کا دشمن خدا کا دشمن۔ ملائکہ کا دشمن جزا و سزا کا منکر سمجھتے ہیں۔ وہ تمام راستبازوں پر اعتراض کرتا ہے۔ اس لئے ایسا انسان ہمارے اعتقاد میں کسی تکریم کے قابل نہیں ہاں اس نے ہندو قوم میں بعض اصلاحیں کرنے کی تحریک کی ہے جیسے بُت پرستی کو دور کرنا مگر پتھروں کی پوجا چھڑوا کر اُس نے ذرہ ذرہ کو خدا بنا دیا اور صفات الٰہی کے مسئلہ ایسا دھندلا کیا کہ کچھ پتہ ہی نہیں لگ سکتا۔

پھر ایسا انسان میری سمجھ میں کس تکریم کا مستحق ہو سکتا ہے؟ ہندو یا آریہ ان کی تکریم کریں۔ ہم بُرا نہیں مناتے۔ اور ہمیں ضرورت نہیں کہ خواہ نخواہ سوامی دیانند صاحب کا صفحۂ اوصاف اس سے اسلام ہمیں سوکتا ہے۔ اُس نے راستبازوں کی ہتک کی ہے اس کا بدلا انہیں خدا کے حضور مل جاویگا۔ اور اگر یہ گالیاں جو کہ ان کے سمولاس میں دی گئی ہیں اُنہوں نے تالیف نہیں کی ہیں جیسا کر **دھرمپال** کی تازہ تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے تو پھر اُن کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے پھر بھی اس کی زندگی ہمارے لئے **ہادی نہیں**

میں امید کرتا ہوں کہ پرکاش کے پریمی کے لئے اس قدر بیان تسلی کا باعث ہو سکیگا۔ اور وہ منتظر رہے کہ خواجہ صاحب کوئی مکمل مضمون **سوامی دیانند** کے متعلق لکھیں گے جس سے حقیقت ان کی اصل اور مکمل رائے کی معلوم ہو جائے گی۔

مختصر نوٹ

وحید الزمان اور اہل حدیث

وحید الزمان کی تجویز اتفاق بین المسلمین

پر سب سے پہلے الحکم نے نوٹس دیا تھا۔ اور اس کو مضر ہو خلاف اسلام تجویز پر نفرین کی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ اب فرقہ اہل حدیث میں اس بیہودہ تجویز کی قلعی کھولی جا رہی ہے۔ اور اسے نہایت لغو اور دعوائے دانش قرار دیا جا رہا ہے۔ یہ نتیجہ ہے خدا تعالیٰ کے مامور کی ہتک کا۔ جو اس نے بخاری کے ترجمے میں خواہ

خواہ نخواہ کی ہے۔ اور صداقت ہے

اِنّی مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ

کثرت رائے کا مسئلہ مغرب میں طے ہو گیا

مجلسوں اور کمیٹیوں میں پیش آمدہ معاملات

پر آجتک کثرت رائے پر علی العموم فیصلہ ہوتے ہیں گو حق کے لئے کثرت رائے کی ضرورت نہیں حق گو اگر ایک بھی ہو اور اس کے ساتھ کوئی بھی نہ ہو۔ اور اس کے مقابل ایک کروڑ بھی ہو۔ تو ایک کروڑ کی بات قابل پذیرائی نہیں ہو سکتی۔ مگر یورپی تمدن اور طریق عمل نے کثرت رائے کو مقدم کر لیا ہے حال میں کارونیشن قیصر ہند کی تقریب پر ایک عجیب فیصلہ ہوا ہے۔ آئرلینڈ کے قوم پرستوں نے ایک جلسہ اس غرض کے لئے کیا تھا۔ کہ کیا ہمیں جشن تاجپوشی میں شامل ہونا چاہئیے یا نہیں مسٹر ریڈمنڈ نے کہا۔ کہ اگر سرکاری طور پر جشن تاجپوشی میں حصہ لیں گے تو سیلف گورنمنٹ کے لئے مفید ہو گا۔ اس پر مباحثہ ہوا اور ۳۳ ممبروں کی رائے شمولیت کی تھی ۲۹ مخالف تھے۔ قاعدہ کے موافق کثرت رائے پر اگر فیصلہ ہوتا۔ تو شمولیت کا رزولیوشن پاس ہوتا۔ مگر چونکہ یہ سمجھا گیا کہ اگر ہم شامل ہوئے اور محض کثرت رائے کی قدر کی گئی تو جماعت میں نااتفاقی ہو جائیگی اس لئے آخری فیصلہ ہوا کہ شامل نہ ہونا ہی اچھا ہے۔ آئرلینڈ کے قوم پرستوں کا یہ فیصلہ ان لوگوں کے لئے جو قومی تفریق محض کثرت و قلت رائے کی وجہ سے پیدا کر لیتے ہیں۔ نہایت غور کے قابل ہے ہماری ملکی کمیٹیاں اور مجلسیں کیا عجب ہے اس سے فائدہ اٹھائیں

ایک احمدی مدرس پر سازشی حملہ

اگرچہ ہمارے مخالف وہ آریہ ہوں یا مسلمان

جب کبھی موقعہ پاتے ہیں۔ احمدیوں کو ہر طرح سے دُکھ دینے کا جب موقعہ پاتے ہیں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ مگر سرالہ سے ایک احمدی مدرس جس طریق پر سازش کا شکار کیا گیا ہے۔ وہ نہایت افسوسناک ہے اور اس قابل ہے کہ افسران سررشتہ تعلیم اس پر توجہ کریں منشی محمد سلیمان نائب مدرس سرالہ جو قریباً چالیس سالہ شریف آدمی ہے وہ اکیلا **احمدی** وہاں ہے۔ اس پر ایک شرمناک الزام ایک مدرس سے تعلق رکھنے کا لگا کر بدنام کرنے کی کوشش کی ہے اس میں شک نہیں کہ یہ ابتلا بہت بڑا ابتلا ہے مگر میں سررشتہ تعلیم کے ذمہ وار عہدہ داروں سے امید کرنی چاہتا ہوں کہ وہ احمدی

خواجہ صاحب اور پرکاش

خواجہ صاحب کے متعلق اخبار پرکاش میں ایک [illegible] گیا ہے۔ جو پرکاش کے کسی پریمی نے لکھا ہے اس میں جو [illegible] گئی ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے انجمن ہدایت الاسلام آگرہ کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر سوامی دیانند کو حضرت رامچندر اور مہاتما کرشن اور [illegible] دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح ایک قابل تعظیم اور مکمل انسان قرار دیا ہے۔ اور یہ کہ وہ ان کی ویسی ہی تعظیم کرتے ہیں جیسے [illegible] انبیاء کی"۔ اس نوٹ سے پہلے راقم مضمون لکھتا ہے کہ [illegible] رائے کو کل احمدی جماعت کی ذمہ وار رائے تصور کرنا [illegible] راقم مضمون کی غلطی ہے۔ احمدی جماعت ایک امام کے ماتحت ہے اور صرف اُسی کی آواز ایک ایسی آواز ہے جو قول فیصل اور کلام ناطق کہلاتی ہے۔ باقی ہر شخص اپنی رائے کا [illegible] ہاں اگر کوئی ایسی رائے ہو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام [illegible] جانشین کی کسی تحریری یا تقریری رائے کے خلاف نہ ہو تو [illegible] تو ایک معزز رکن ہمارے سلسلہ کے ہیں اگر کوئی گمنام [illegible] پیش کرے تو وہ سلسلہ کی رائے ہوگی۔ ورنہ کبھی نہیں۔

پھر اس کے بعد پرکاش کے پریمی کو معلوم ہونا چاہئے کہ [illegible] مسافر ہی کے ذریعہ اس غلط فہمی کو رفع کر دیا ہے۔ انہوں نے ہرگز ہرگز سوامی دیانند صاحب کو کسی مقدس نبی کا ہمتا نہیں [illegible] اور نہ وہ ایسے انسان کو کبھی نبی کہہ سکتے ہیں۔ جو خدا کے [illegible] اور راستبازوں کی توہین کرے۔ مکمل انسان سے ہم نہیں سمجھتا پرکاش کے پریمی کی مراد کیا ہے؟ کیا یہ کہ مسئلہ ارتقا کے موافق وہ ترقی کر کے انسان ہو گیا۔ یا یہ کہ اس میں کوئی انسانی نقص نہ تھا [illegible] میں سوامی صاحب کو مکمل انسان اس لئے نہیں کہہ سکتا کہ وہ [illegible] انسان کی تمام جماعتوں اور طبقوں کے لئے اپنی زندگی میں [illegible] نہیں رکھتے اور اسی سوال کو بارہا آریہ صاحبان سے پوچھا گیا ہے جس کا جواب ان کے پاس نہیں۔ احمدی قوم نے سوامی دیانند [illegible] کے متعلق اپنی رائے کو کبھی تبدیل نہیں کیا ہے اور نہ اسے ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ سوامی صاحب کے متعلق لکھا ہے ہم اسے قول فیصل سمجھتے ہیں اور یہ خواجہ صاحب کا [illegible] تمام ہے کہ انہوں نے اسے تبدیل کر دیا۔ خواجہ صاحب کا جہاں تک مجھے ان کی اس تحریر سے جو انہوں نے مسافر کو بھیجی ہے پتہ لگتا ہے

دیانند جی کو نبی نہیں مان سکتے

اور نہ سوامی دیانند کی زندگی میں کوئی ایسی بات ہے۔ کہ وہ مقدس انبیاء کے زمرہ میں کھڑا ہو سکے۔ ہم اسے نبیوں کا دشمن۔ خدا کا دشمن۔ ملائکہ کا دشمن۔ جزا و سزا کا منکر سمجھتے ہیں۔ وہ تمام راستبازوں پر اعتراض کرتا ہے۔ اس لئے ایسا انسان ہمارے اعتقاد میں کسی تکریم کے قابل نہیں ہاں اس نے ہندو قوم میں بعض اصلاحیں کرنے کی تحریک کی ہے جیسے بت پرستی کو دور کرنا مگر پتھروں کی پوجا چھڑوا کر اُس نے ذرہ ذرہ کو خدا بنا دیا اور صفات الٰہی کے مسئلہ ایسا دھندلا کیا کہ کچھ پتہ ہی نہیں لگ سکتا۔

پھر ایسا انسان میری سمجھ میں کس تکریم کا مستحق ہو سکتا ہے؟ ہندو یا آریہ ان کی تکریم کریں ہم بُرا نہیں کہتے۔ اور ہمیں ضرورت نہیں کہ خواہ نخواہ سوامی دیانند صاحب کا [illegible] اس سے اسلام ہمیں سوگند ہے۔ اُس نے راستبازوں کی ہتک کی ہے اس کا بدلہ نہیں خدا کے حضور مل جاویگا۔ اور اگر یہ گالیاں جو کھنڈن کے سوا اس میں دی گئی ہیں اُنھوں نے تالیف نہیں کی ہیں جیسا کہ دھرم پال کی تازہ تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے تو پھر اُس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ پھر بھی اس کی زندگی ہمارے لئے ہادی نہیں ہے میں امید کرتا ہوں کہ پرکاش کے پریمی کے لئے ارقام بیان تسلی کا باعث ہو سکیگا۔ اور وہ منتظر رہے کہ خواجہ صاحب کوئی مکمل مضمون سوامی دیانند کے متعلق لکھیں گے اس وقت ان کی اصل اور مکمل رائے معلوم ہو جائے گی۔

مختصر نوٹ

وحید الزمان اور اہل حدیث

وحید الزمان دکنی کی تجویز اتفاق بین المسلمین

پر سب سے پہلے الحکم نے نوٹس لیا تھا۔ اور اس مضر و خلاف اسلام تجویز پر نفرین کی تھی۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ اب فرقہ اہل حدیث میں اس بیہودہ تجویز کی قلعی کھولی جا رہی ہے۔ اور اسے نہایت نفرت اور دور از دانش قرار دیا جا رہا ہے۔ یہ نتیجہ ہے خدا تعالیٰ کے مامور کی ہتک کا۔ جو اس نے بخاری کے ترجمے میں خوا[illegible]

نخواہ کی ہے۔ اور صداقت ہے

انّی مہین من اراد اہانتک کی۔

کثرت رائے کا مسئلہ مغرب میں طے ہو گیا

مجلسوں اور کمیٹیوں میں پیش آمدہ معاملات

پر آج تک کثرت رائے پر علی العموم فیصلہ ہوتے ہیں گو حق کے لئے کثرت رائے کی ضرورت نہیں حق گو اگر ایک بھی ہو اور اس کے ساتھ کوئی بھی نہ ہو۔ اور اس کے مقابل ایک کروڑ بھی ہو تو ایک کروڑ کی بات قابل پذیرائی نہیں ہو سکتی۔ مگر یورپی تمدن اور طریق عمل نے کثرت رائے کو مقدم کر لیا ہے۔ حال ہی کارونیشن قیصر ہند کی تقریب پر ایک عجیب فیصلہ ہوا ہے۔ آئرلینڈ کے قوم پرستوں نے ایک جلسہ اس غرض کے لئے کیا تھا۔ کہ کیا ہمیں جشن تاجپوشی میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں مسٹر ریڈمنڈ نے کہا۔ کہ اگر سرکاری طور پر جشن تاجپوشی میں حصہ لیں گے تو سیلف گورنمنٹ کے لئے مفید ہوگا۔ اس پر مباحثہ ہوا اور ۳۳ ممبر کی رائے شمولیت کی تھی ۲۵ مخالف تھے۔ قاعدے کے موافق کثرت رائے پر اگر فیصلہ ہوتا۔ تو شمولیت کا رزولیوشن پاس ہوتا۔ مگر چونکہ سمجھا گیا کہ اگر ہم شامل ہوئے اور محض کثرت رائے کی قدر کی گئی تو جماعت میں نااتفاقی ہو جائیگی اس لئے آخری فیصلہ ہوا کہ شامل نہ ہونا ہی اچھا ہے۔ آئرلینڈ کے قوم پرستوں کا یہ فیصلہ ان لوگوں کے لئے جو قومی تفریق محض کثرت و قلت رائے کی وجہ سے پیدا کر لیتے ہیں۔ نہایت غور کے قابل ہے۔ ہماری ملکی کمیٹیاں اور مجلسیں کیا عجب اس سے فائدہ اٹھائیں۔

ایک احمدی مدرس پر سازشی حملہ

اگرچہ ہمارے مخالف وہ آریہ ہوں یا مسلمان جب کبھی موقعہ پاتے ہیں۔ احمدیوں کو ہر طرح سے دُکھ دینے کا جب موقعہ پاتے ہیں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ مگر سمرالہ سے ایک احمدی مدرس جس طریق پر سازش کا شکار کیا گیا ہے۔ وہ نہایت افسوسناک ہے اور اس قابل ہے کہ افسران سررشتہ تعلیم اس پر توجہ کریں۔ منشی محمد سلیمان نائب مدرس سمرالہ جو قریباً چالیس سالہ شریف آدمی ہے وہ اکیلا احمدی وہاں ہے۔ اس پر ایک شرمناک الزام ایک مدرس سے تعلق رکھنے کا لگا کر بدنام کرنے کی کوشش کی ہے اس میں شک نہیں کہ یہ ابتلا بہت بڑا ابتلا ہے مگر میں سررشتہ تعلیم کے ذمہ وار عہدہ داروں سے امید کرنی چاہتا ہوں کہ وہ احمدی

لنڈن کا دربار تاجپوشی

جس طرح سے سلاطین عثمانیہ قسطنطنیہ کی مسجد "ایا صوفیہ" میں تیغ عثمانی زیب کمر کرتے ہیں۔ اسی طرح شاہان انگلستان کی تاجپوشی لنڈن کے مشہور و معروف شاہی گرجا یعنی "ویسٹ منسٹر ایبے" میں ہوتی ہے۔ چنانچہ ہز میجسٹی کنگ امپرر جارج خامس و کوئن امپرس میری کی تاجپوشی کی شاندار رسم ۲۲ جون سنہ ۱۹۱۱ء بروز جمعرات ادا ہوئی۔ جس کی مفصل کیفیت یہ ہے۔

شاہ و ملکہ انگلستان گرجا کے مغربی دروازہ سے شاہی جلوس کے ہمراہ داخل ہوئے شاہی داخلہ پر ایک گت سلامی کی باجے نے بجائی۔ شاہ و ملکہ نے شاہی تخت کے آگے سجدہ کیا اور نماز ادا کر کے شاہی کرسی پر جلوہ افروز ہوئے۔

اس کے بعد آرچ بشپ مع لارڈ چانسلر۔ لارڈ گریٹ چیمبرلین لارڈ ہائی کانسٹیبل ارل مارشل نے تخت کے تین طرف طواف کیا۔ تینوں جانب وہ لوگ جمع ہوئے۔ جنہیں شاہی تاجپوشی دیکھنے کا موقع دیا گیا ہے۔

آرچ بشپ نے بآواز بلند رعایا سے مخاطب ہو کے کہا۔

صاحبو! میں آپ کے روبرو۔ آپکے کنگ جارج کو پیش کرتا ہوں جو اس سلطنت عظمیٰ کے حقیقی تاجدار ہیں۔

بادشاہ سلامت تینوں جانب اپنی کرسی کے قریب کھڑے ہو کے اپنی رعایا کی طرف مخاطب ہوئے۔

آپ لوگ آج یہاں اپنے بادشاہ کو سلام کرنے اور اظہار اطاعت کے لئے جمع ہوئے ہیں کیا آپ اس کے لئے تیار ہیں۔

رعایا بڑے جوش و خروش سے پکاری۔

"خداوند کنگ جارج کو سلامت رکھے!"

اس کے بعد ترئی بجائی گئی۔

بڑے بڑے پادری انجیل و مقدس و دیگر مقدس کتب کو اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے قربانگاہ پر چڑھائیں۔ اس کے بعد امرائے انگلستان شاہی لباس و جواہرات وغیرہ اٹھا کے لے لائے ہر ایک شخص نے اپنا اپنا بوجھ آرچ بشپ کے حوالہ کیا۔ ڈین آف ویسٹ منسٹر ہر ایک چیز کو قربانگاہ پر لائے۔ اس کے بعد پادری اکٹھے ہوئے۔ مذہبی راگ گائے گئے سوالک بجائے گئے۔ "میرے خداوند میری آواز سن۔ میرے ہاتھ اٹھانے کو شام کی قربانی سمجھ"

آرچ بشپ نے دوسری دعا شروع کی۔

"خداوند ہمارے ساتھ ہو" جواب "تیری روح کی مدد سے ہم تیری درگاہ میں التجا کرتے ہیں۔ اے خداوند تو جو اپنی قدرت سے اپنے بچوں کی پرورش کرتا ہے اور محبت سے ان پر حکومت کرتا ہے۔

اپنے اس خادم جارج۔ ہمارے بادشاہ کو نور عقل اور حکومت کی قابلیت عطا۔ کہ وہ سچے دل سے تیری جانثاری اور فرمانبرداری کرے اور کمال عقل و دانش سے اپنے ملک پر حکومت کرے۔

اس کے زمانہ میں تیرا "چرچ" اور تیری رعایا دونوں سلامت رہیں۔ اور روز افزوں ترقی حاصل کریں اور اس دنیا میں اپنی حکومت کے دن نیکی اور استقلال سے پورے کر کے تیری غیرفانی سلطنت میں تیری رحمت سے داخل ہو۔ خداوند یسوع مسیح جو آسمان پر تیرے ہمراہ تخت نشین ہے اور روح مقدس ہمارے بادشاہ کی مدد کریں۔ آمین!

شاہی تخت کے دائیں جانب بشپ آف ڈرہم" اور وہ لارڈ کھڑے ہوئے۔ جن کے پاس تلواریں تھیں۔ بائیں جانب بشپ آف باتھ آیند ویلز تھے اور وزیر اعظم۔

ملکہ کے پادری دونوں ان کے برابر دائیں بائیں کھڑے تھے۔ قربانگاہ کی جانب شمال۔ آرچ بشپ بیٹھے تھے۔ آپ کی کرسی سرخ مخمل کی تھی۔ آپکے قریب دیگر پادری درجہ بدرجہ بیٹھے تھے

تھوڑی دیر بعد آرچ بشپ نے کنگ کے قریب آکے شاہی حلفنامہ جو ۶ر فروری سنہ ۱۹۱۱ء کو پارلیمنٹ میں بادشاہ سلامت کے روبرو پیش ہو چکا ہے۔ دوبارہ پیش کیا اور اس طرح سوال جواب شروع ہوئے۔ آرچ بشپ "کیا یور میجسٹی حلف اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ کنگ "میں تیار ہوں۔

بشپ "کیا آپ حلفیہ اقرار کرتے ہیں اور قسم کھاتے ہیں کہ اس یونائیٹڈ کنگڈم آف گریٹ برٹن و آئرلینڈ و دیگر مقبوضات پر پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قانون سے حکومت کریں اور اُن کی پوری پابندی کریں۔ کنگ" میں حلفیہ ایسا کرنے کا اقرار کرتا ہوں۔

بشپ "کیا آپ اپنے تمام احکام اور فیصلوں میں قانون انصاف اور رحم سے کام کرینگے۔ کنگ "میں ایسا ہی کرونگا۔

بشپ "کیا آپ حتی الامکان خداوند کے قانون قائم رکھیں گے۔ اور بائیبل مقدس و اصلاح شدہ "پروٹسٹنٹ" مذہب کے پیرو رہیں گے۔ اور چرچ آف انگلینڈ کی پوری عزت قائم رکھیں گے۔

کنگ "ہاں میں ان سب باتوں کا اقرار کرتا ہوں۔

بادشاہ کھڑے ہو کے قربانگاہ کے قربان گاہ کے قریب گئے۔ اور ٹوپی سر سے اتار کے دائیں ہاتھ سے بائبل چھوئی اور زبان سے فرمایا "جن باتوں کا میں نے ابھی اقرار کیا ہے۔ میں انہیں پورا کرونگا اور ان پر قائم رہوں گا۔ خداوند میری مدد کرے۔

بادشاہ نے پھر کتاب مقدس کو بوسہ دیا۔ اور حلفنامہ پر دستخط ثبت فرمائے۔

بادشاہ پھر اپنی کرسی پر رونق افروز ہوئے۔ آرچ بشپ گایا۔ اس کے بعد یہ نماز ہوئی۔

اے خداوند۔ آسمانی باپ۔ تو تیرا ہے بادشاہوں کے دلوں اور اپنے نبیوں کو پاک کرتا ہے اور اپنی قوم اسرائیل کو حکومت کرنی سکھاتا ہے۔ اپنی رحمت کا دروازہ اپنے برگزیدہ بندہ جارج پر کھول۔ جسے ہم اس تیل سے مقدس کرتے ہیں۔ اور اس سلطنت کا بادشاہ بناتے ہیں۔

اے خدا اس میں پاک روح پھونک اور اپنی طاقت دے اس میں اپنا جلال۔ اپنی عقل اپنا رحم۔ روحانیت نیکی وغیرہ سے اسے مامور کر۔ اس کے دل میں اپنا خوف قائم کر۔ اب اور ہمیشہ کے لئے۔

اس کے بعد قومی راگ گایا گیا۔ خدا بادشاہ کو سلامت رکھے خداوند بادشاہ کی عمر دراز کرے۔ خداوند ہمارا بادشاہ ابدالآباد تک قائم رہے۔ آمین! آمین!

اس کے بعد کنگ جارج اپنے والد کنگ ایڈورڈ کی کرسی پر رونق افروز ہوئے۔ اور ۴ نائٹ اس وقت بادشاہ کے اوپر ایک سنہری شامیانہ تان کے کھڑے ہوئے۔

ڈین آف ویسٹ منسٹر تیل کی کپی اور چمچہ قربانگاہ سے اٹھا کے لائے۔ تھوڑا سا تیل چمچہ میں ڈال کے آرچ بشپ آف کنٹربری نے اول بادشاہ کی پیشانی پر کھلے کراس بنایا جس طرح سارے بادشاہوں۔ عابدوں اور نبیوں کے

(باقی آئندہ)

ایڈیٹر الحکم کا سفر سوئے مصر و بلادِ اسلامیہ

الحکم کے ناظرین یہ سُن کر غالباً خوش ہونگے۔ کہ ان کا خادم پندرہ سال کی لگاتار دماغی خدمت کے بعد بلاد اسلامیہ اور مصر میں جانے کا عازم ہوا ہے۔ یہ سفر تفریح اور دماغی آرام کے لئے نہیں اختیار کیا گیا۔ بلکہ اس سفر کی غرض اور مقصود۔ عربی زبان کی تحصیل اور تکمیل اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کمیشن نصیبین بھیجنا تجویز فرمایا تھا اور جس کے لئے جلسۃ الوداع کیا تھا۔ اس کے متعلق تحقیقات اور تفتیش کا کام بھی ایڈیٹر الحکم نے مد نظر رکھا ہے۔ یہ تمام کام اللہ تعالیٰ ہی کے فضل اور توفیق سے ہوں گے۔

اس سفر بلاد اسلامیہ و مصر کا ارادہ ایڈیٹر الحکم کے دل میں اس وقت سے مخفی تھا جبکہ عربی رسالہ البشریٰ کا اعلان کیا گیا تھا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بھی اس کے متعلق سفر لاہور سے پہلے عرض کر دیا گیا تھا حضرت نے پسند فرمایا تھا۔ مگر واپسی لاہور پر اس کے متعلق اجازت معلق تھی۔ خدا کی شان کہ سفر لاہور سفر آخرت تھا اور میری درخواست پر علم الٰہی میں حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ سے حکم لکھا جانا مقدر تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے بعض شرائط مشروط مجھے اجازت دی ہے اور میں آج سے اس فکر میں ہوں کہ ان مشکلات کو حل کرنے کی خدا کے فضل سے توفیق چاہوں (۱) کارخانہ الحکم کے متعلق جو دیون (قرضے) ہیں ان کا طے کرنا (۲) غیر حاضری میں الحکم کے اجرا کا کوئی باضابطہ انتظام (۳) اہل و عیال کی خبر گیری اور بالآخر تہیہ سفر۔

ان امور کے متعلق میں ناظرین الحکم سے مشورہ چاہتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ الحکم کی دلچسپی اللہ تعالیٰ چاہے تو اس سفر سے بڑھ جائیگی۔ سر دست مجھے کسی ایسے مددگار اور ہمدرد کی ضرورت ہے کہ وہ اپنی خدمات میری غیر حاضری میں الحکم کو دے۔ سفر کے اخراجات کا بوجھ انشاء اللہ العزیز کسی انجمن کے سر پر نہ ہوگا۔ بلکہ محض خدا کے فضل پر یہ سفر شروع ہوگا۔ الحکم کے چند خاص مخلص سرپرست ہیں .. .. اور وہ ایڈیٹر الحکم کے دوستانہ نہیں مربیانہ امداد کے لئے کوئی دریغ نہیں کرتے ایسا ہی چند احمدی احباب ہیں کہ انشاء اللہ وہ اس کام میں ہاتھ بٹائیں گے۔ بہر حال اخراجات سفر کے لئے جو سبیل اللہ تعالیٰ چاہیگا ہو رہیگی اور محض یہ روکیں میرے اس سفر کے لئے نہیں ہے۔ میں خدا تعالیٰ کے فضل کا امیدوار ہوں۔ سب سے پہلے میں اس آواز کو سُننے کے لئے ہمہ گوش ہوں۔ جو الحکم کی خدمت اپنے ذمہ لے۔ ایڈیٹر الحکم کا یہ سفر انشاء اللہ العزیز اس کے دوستوں۔ دشمنوں کو خوش کرنے والا ہوگا۔ اور الحکم میں دلچسپی کا سامان پیدا کر دیگا۔ دوست اس نیک کام کی وجہ سے جس کا اس نے ارادہ کیا ہے خوش ہوں گے۔ دُشمن کچھ عرصہ تک اس کی غیر حاضری کو غنیمت سمجھیں گے مگر وہ یاد رکھیں کہ میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے ان کی شخصیت اور ذات سے مجھے دشمنی نہیں واللہ علیٰ ما اقول شہید

بہر حال میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اس کی رضا کے لئے اور اس کے قائم کردہ سلسلہ عالیہ کی خدمت کے لئے اس سفر کا عزم کیا ہے۔

اس سفر پر روانہ ہونے سے پہلے الہامات مرزا کا جواب خدا تعالیٰ کے فضل سے میں شائع کرنا چاہتا ہوں۔ جو پریس میں جا رہا ہے۔ اس لئے کہ وہ میری منت ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت کے لئے مانی گئی تھی احباب دعا کریں کہ میں جلد اس سے فارغ ہو جاؤں اور دوسرے امور جن کا مختصر ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ ان کے سر انجام پانے کے لئے بھی مخلص احباب دعا سے میری مدد کریں۔ اس مختصر ذکر کے بعد غالباً ناظرین یہ سُننے کے مشتاق ہوں گے کہ یہ مبارک سفر کب شروع ہوگا؟ اس کیلئے میں دو تین ہفتہ کے اندر اعلان کرسکونگا و باللہ التوفیق میرا پروگرام اور کام کرنے کی سکیم کیا ہوگی یہ امور انشاء اللہ العزیز ایک مختصر سے رسالہ کے ذریعہ شائع کرنے کا ارادہ ہے جو

وداعِ وطن

کے نام سے لکھنا چاہتا ہوں۔ بالآخر ساری توفیقیں اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ اسی کے فضل سے ہوگا جو کچھ ہوگا۔ نعم المولیٰ و نعم النصیر

سفر مصر کے متعلق اگر احباب کچھ دریافت کریں۔ تو وہ اس خط کی پیشانی پر لفظ "سفر مصر" لکھدیں۔

احباب کی دعاؤں کا خواستگار دلی
یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان
(عازم مصر و بلاد اسلامیہ)

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکائت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجیے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہوجاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) کھائیے دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں۔ کہ دُنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا۔ کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکائت۔ ہیضہ۔ صفرا۔ صفراوی بخار۔ یا تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں۔ کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنے دل۔ دوار یعنے چکرانا۔ دردسر۔ نفخ۔ کمٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں اور اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہوجاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہوجاتی ہے ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور ... قبض کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے ابخروں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں

قیمت ۴ر و ۸ر و ۱۲ر والی شیشی میں ۱۲۰ گولیاں جو ۴ر والی شیشی سے ہتگنی ہیں۔ ۱۲ر والی شیشی ڈون پی۔ او باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو۔

بچوں کی تندرستی

والدین کو ہمیشہ بچوں کی صحت سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ اگر بچہ سست یا پژمردہ اور بھوک ٹھک گئی ہو۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایمَلشن دینا چاہیے اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دیجیے بچے میں بڑا فرق ہوجائیگا اور وہ خوش و خرم اور بشاش ہوجائیگا۔ جو تندرستی کی نشانی ہے استعمال سے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہوجائیگا۔ ہاتھ سے نہیں چھوڑا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ لندن

قرآن مجید کا نیا اردو ترجمہ مسمی بہ فتح الحمید

قرآن مجید کے اس وقت تک جتنے ترجمے ہوئے ہیں۔ وہ سب ایسے تھے۔ کہ بعض سے تو عوام بخوبی مستفید نہ ہوسکتے تھے۔ اور بعض خواص کے نزدیک صحیح اور معتبر نہیں مانے جاتے تھے۔ کیا فتح الحمید ایسا ترجمہ ہے۔ جس کے صحیح اور مستند اور بامحاورہ اور عوام فہم اور لطیف اور معنے خیز اور دلآویز ہونے پر تمام اہل علم و فہم کا اتفاق ہے۔ اسلئے وہ ملک میں نہائت مقبول ہوا ہے۔ اور کیا خاص اور کیا عوام سب نے اس ترجمہ کو ترجمہ کو پسند کیا ہے۔ ہم ان تمام تحریروں سے جو اس ترجمہ کے متعلق لکھی گئی ہیں۔ قطع نظر کر کے صرف جناب مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کے اس فقرہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ جو انہوں نے اس ترجمہ پر ایک طویل ریویو لکھتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں ”کہ میں نے جہاں تک اس ترجمہ کو پڑھا ہے۔ میں دوسرے ترجموں پر اسے ترجیح دیتا ہوں“ اس فقرہ میں فتح الحمید کا گویا تمام موجودہ تراجم سے مقابلہ ہے۔ اور اس کو ان سب سے بہتر مانا گیا ہے۔ جس ترجمہ کی نسبت بالاتفاق تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ لاجواب ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ اس میں وہ خوبیاں ہیں۔ جو خدا کے پاک کلام میں ہونی چاہئیں۔ جو جو خوبیاں اس ترجمے میں ہیں۔ وہ ہر ایک اہل نظر کے دیکھنے کے لائق ہیں۔ عشاق کلام ربانی کو یہ ترجمہ ضرور پڑھنا چاہئے۔ ہدیہ بلا جلد تین روپیہ۔ محصولڈاک علاوہ۔

بہ نشان ذیل طلب کیجئے:۔

نذیر محمد خان۔ شہر جالندہر۔ کوٹ اچھی (پنجاب)

اشتہار نور الابصار

بسوگند گفتن کہ عنبر بو است ‡ چہ حاجت مشک خود ببوید کہ چیست

اس لئے مختصر عرض ہے۔ کہ میرے پاس اصلی ممیرا۔ اور اس کا سرمہ عجیب موجود ہے۔ جس صاحب کو ضرورت ہو۔ ایک دفعہ منگا کر ازما دیکھیے۔ ممیرا قسم اول قیمت فی تولہ دس روپیہ ممیرا قسم دوم قیمت فی تولہ (ﷲ) سرمہ ممیرا قسم اول فی تولہ ۱ مقرر ہے۔ غرباء کے لئے خاص رعائت ہوگی

المشتہر

محمد یمین اڈہ داتہ مانسہرہ۔ ضلع ہزارہ

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم قادیان

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعودؑ نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے۔ اور وحدت وجود کے اعتقاد کا لاجواب رد کیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ قیمت ۲ر

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ قیمت ۳ر

نور القرآن۔ حصہ دوم۔ عیسائیوں کا عجیب رد ۴ر

فیصلہ آسمانی ۲ر

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات تفسیر القرآن فی پارہ قیمت ۱۲ر

سات پارے قرآن شریف کے تیار ہیں۔ قیمت فی پارہ ۱۲ر

سلک مروارید حصہ اول۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کیواسطے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ناول کے طور پر لکھا گیا۔ قیمت ۴ر

ایضاً حصہ دوم ۴ر

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۲ر

برہان الحق ۲ر

تحفہ مسیح ۳ر

خطبات کریمیہ ۴ر

تفسیر سورہ تبت ۲ر

نمونہ قرآن ۳ر

ایوانِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے زخم کی حالت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے۔ کہ نہ پورا تندرست ہے۔ اور نہ کہہ سکتے ہیں کہ ابھی باقی ہے۔ کبھی کچھ اس میں سے نکل آتا ہے۔ اور بعض اوقات کچھ برآمد نہیں ہوتا۔ بہرحال اس کا بقیہ ہے ضرور۔ اور اس کی وجہ سے طبیعت میں عام ضعف محسوس ہوتا رہتا ہے۔ اگرچہ آپ صبح سے شام تک برابر اپنے ان تمام مشاغل میں مصروف رہتے ہیں۔ جو اس سے پہلے آپ رکھتے تھے۔ لیکن پھر بھی فرماتے ہیں کہ

ضعف بہت ہے!

نماز بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ اور سجدہ نہیں کر سکتے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان تمام شکایات کو دور کر دے (آمین)

قرآن مجید کے حل کا گر ناظرین پچھلی اشاعت میں پڑھ چکے ہیں کہ میں نے حضرت صاحب سے بعض امور دریافت کئے تھے۔ ان میں سے ایک کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں۔ دوسرا سوال میرا یہ تھا کہ "کیا آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کوئی آئت کبھی پوچھی ہے اور اگر پوچھی ہے۔ تو کونسی؟"

آپ نے اس کے جواب میں فرمایا۔ کہ میں نے قرآن مجید کی کوئی خاص آئت حضرت صاحب سے نہیں پوچھی۔ بلکہ ایک ایسا گر پوچھا ہے۔ جس سے قرآن مجید کی کوئی آئت بھی مشکل نہ رہے۔ میں ایک مرتبہ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں ان ایام میں فصل الخطاب لکھ رہا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ بعض اوقات مخالفین اسلام ایسا اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اس کا تحقیقی جواب سمجھ میں نہیں آتا۔ میرا خیال ہے۔ کہ یا تو ایسے اعتراضات کو چھوڑ دیا جاوے۔ اور یا ان کا الزامی جواب دے دیا جاوے۔

اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ میں تو اس کو سخت ناپسند کرتا ہوں۔ جس چیز کو انسان کا ایمان خود نہیں مانتا۔ پھر وہ دوسروں سے منوانے کا کیا حق رکھتا ہے؟

فرمایا۔ حضرت صاحب کی اس بات نے مجھے یقین دلا دیا اور میرا ایمان بہت بڑھ گیا۔ کہ یہ شخص فی الواقعہ خدا تعالیٰ کا مامور اور مرسل ہے۔ کیونکہ اس کی فطرت اور اس کا ایمان ہی ایسا ہے۔ کہ جس کو یہ خود نہیں مانتا۔ دوسروں سے اس کو منوانا نہیں چاہتا۔ پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ اتنا بڑا دعویٰ یونہی کر دے۔ غرض مجھ کو حضرت صاحب نے فرمایا کہ میں آپ کو ایک ایسا گر بتا دیتا ہوں کہ کوئی آئت آپ کے لئے مشکل ہی نہ رہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جو اعتراض آپ کے خیال میں نہایت مشکل ہو۔ یا جس آئت پر شرح صدر نہ ہو۔ اس کو موٹی قلم سے لکھ کر ایسی جگہ لٹکا دو جہاں آتے جاتے تمہاری نظر ہر وقت پڑ سکے۔ چند روز کے اندر اللہ تعالیٰ اسی اعتراض کی حقیقت اور اس کا جواب سمجھا دیگا

حضرت اقدس کے اس گر کو میں صوفیانہ رنگ میں لے گیا اور میں نے یہ قرار دیا کہ سب سے بہتر جگہ جہاں انسان کی ہر وقت نظر پڑ سکے وہ دل ہے۔ پس میں نے یہ مناسب سمجھا۔ کہ اگر کوئی ایسا موقعہ ہو۔ تو اسے ہر وقت دل میں زیر توجہ رکھنا چاہئے۔ اور میں نے دیکھا ہے۔ کہ ایسا کرنے سے بڑا مشکل سے مشکل مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ اور ظاہری طور پر اگر اپنی آمد و رفت کے عام منظر میں لکھ کر لٹکا لیا جاوے۔ تو بھی ضرور مفید ہوتا ہے۔ پس اس ایک نکتہ سے مجھے بہت فائدہ پہنچا۔"

اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی۔ کہ اگر کوئی دشمن اسلام قرآن کریم یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر کوئی اعتراض کرے اور تم کو اس کا جواب نہ آتا ہو۔ تو ہم فوراً سکھا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی اس بشارت نے بہت سے موقعوں پر میری تائید فرمائی ہے۔ غرض یہ حضرت صاحب سے گر سیکھ لیا تھا اور اس کو سب کے واسطے مفید سمجھتا ہوں

قرآن کریم کے سمجھنے کا ایک اور میرا تجربہ کردہ نسخہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اول قرآن مجید کو عمل کے لئے پڑھو۔ دوم جو آیات قرآن کریم میں مشکل معلوم ہوں۔ ان کو ایک کاپی پر لکھتے جاؤ۔ جب سارا قرآن ایک بار ختم ہو جاوے۔ پھر گھر والوں کو سناؤ۔ اس دوسرے دور میں قرآن مجید کے ان مشکل مقامات میں سے جو تم نے نوٹ کئے ہوں بہت سے حل ہو جائیں گے۔ پھر تیسرے دور میں بیرونی لوگوں کو شامل کر لو۔ اس مرتبہ اور بھی کم مقامات ہوں گے جو مشکل رہ جائیں گے۔ پھر عام طور پر سناؤ۔ تب خدا تعالیٰ ایسی مدد فرمائیگا۔ کہ مشکلات آسان ہو نگی۔

اعجازی نشانات میرا تیسرا سوال یہ تھا کہ کیا کبھی آپکے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی ہے۔ کہ آپ حضرت صاحب سے کوئی اعجازی نشان دیکھیں یہ جدا امر ہے۔ کہ آپنے ایسی خواہش کی ہو یا نہ کی ہو مگر محض خواہش پیدا ہوئی ہو۔

اس سوال کے جواب میں فرمایا کہ مجھے کبھی یاد نہیں کہ میرے دل میں کبھی اس امر کا خیال بھی پیدا ہوا ہو کہ حضرت صاحب اپنی صداقت میں کوئی نشان دکھائیں۔ اگرچہ یہ سچ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی آیات ظاہر کیں اور ہم نے بہت سے خوارق مشاہدہ کئے۔ مگر وہ میری کسی ایسی خواہش کا نتیجہ نہیں۔ عبد الحی کے متعلق جو واقعہ ہے اس میں بھی میری کسی خواہش یا آرزو کو دخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس کو ایک آئت اللہ کے رنگ میں پیدا کیا۔ آپ کو یاد ہے (ایڈیٹر الحکم کو خطاب فرمایا) کہ آپ ایک امرتسری طبیب کا پیام لائے تھے کہ وہ اولاد نرینہ کے لئے مجھے طبی مشورہ دے۔ میں طبیب ہونے کی وجہ سے جانتا ہوں کہ ایسا مرض کا علاج ہو سکتا ہے۔ لیکن آپ کو یاد رہے کہ میں نے آپ کو یہی جواب دیا تھا۔ کہ میں صرف اولاد نہیں چاہتا ہوں۔ سعادت مند اور صالح اولاد کا کوئی نسخہ ہو۔ تو جس قدر روپیہ بھی مانگو۔ دینے کو تیار ہوں۔

پس اولاد جیسے امر کے لئے میں نے حضرت صاحب سے کبھی نہیں کہا خدا تعالیٰ نے اپنی غریب نوازی سے میرے بچہ کو ایک نشان بنا دیا۔ تو میں نے کبھی خواہش نہیں کی کہ حضرت صاحب سے کوئی نشان دیکھوں۔ ہاں میں اس پر ہمیشہ ایمان رکھتا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحب سے جو وعدے کئے ہیں۔ وہ سچے ہیں۔ وہ اپنے دشمنوں کے مقابلے کے وقت خوارق کے دکھانے کے لئے مؤید اور منصور ہوں گے۔ اسی ایمان کی بنا پر ڈاکٹر جگن ناتھ کی دعوت کو قبول کر لیا تھا۔ میرے لئے نشانات کی اس واسطے ضرورت نہ تھی۔ کہ میں آپ کی سچائی کے لئے اسی قدر کافی سمجھتا تھا۔ کہ آپ نے فرمایا کہ "میں خدا کی طرف سے مامور ہوں"۔

اللہ تعالیٰ پر افترا کرنا آسان نہیں اور پھر یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک شخص افترا کرے اور اس افترا کو لکھ کر شائع کرے۔ قرآن مجید میرے لئے ہنما تھا۔ پہلے مامورین و مرسلین کے واقعات میرے سامنے تھے پس خدا نے محض اپنے فضل سے مجھے مرزا صاحب کو ماننے کے لئے نشانات سے مستغنی کر دیا تھا۔

سب سے بڑی خواہش پھر میں نے سوال کیا کہ آپ کی سب سے بڑی خواہش کیا ہے۔ فرمایا مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ

قرآن مجید عملی طور پر کل دُنیا کا دستور العمل ہو۔

اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ آپ کیا چاہتے ہیں اور قرآن مجید کی عملی اشاعت کے لئے کیسا جوش آپ کے اندر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مبارک خواہش کا ہمیں ذریعہ بنائے۔ (آمین)

بلند ہمتی حضرت خلیفۃ المسیح کی اولوالعزمی اور بلند ہمتی کے بہت سے نظائر ہیں۔ اور وہ آپ کی سیرۃ لکھنے والے کو تصریح سے لکھنے کی توفیق ملیگی مجھے یہاں ایک مختصر سا واقعہ دینا ہے۔ ایک چھوٹے بچے عبد السلام نے (جو بورڈنگ ہوس میں اپنے بھائی عبد الحی کے ساتھ رہتا ہے۔) ایک دن اپنے دو استادوں کے لئے دعا کی تحریک کی۔ آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ ایک بچہ جو دعا کی فلاسفی اور حقیقت سے محض نا آشنا ہے۔ اس میں یہ ایمان پیدا ہونا کہ دعا بڑی عمدہ چیز ہے معمولی امر نہیں۔ تھوڑی دیر تک اس دعا کے بعد وہ ادھر اُدھر پھرتا رہا۔ اور پھر یک دفعہ آیا اور

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں۔ بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور اب تک دس لاکھ روپیہ کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے میری اس ایجاد کو ایک دفعہ استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپیہ تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو ابتک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری گئی ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر میجر بی ناتھ صاحب بہادر لفٹننٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ احباب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے اور نسوں کو چمکا کر خون صالح پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی برقی طاقت سے چالاک و چوبند کر کے ہر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے۔ کہ حوادث زمانہ اگر بوڑھے بھی ہو جائیں تو بھی بیٹے ہو کر بے آب ہو جائیں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور ملنے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدہ داروں سلطنت نے سارٹیفکیٹوں اور بار بار استعمال زمانہ کے مدت سے استعمال ہونے کے بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے کی روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے۔ جو یہ نتیجہ نہ نکالے۔ کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہو نیسے جو لوگ امراض اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ ان کے لئے روح حیات تریاق کا مل تیر بہدف دوا ہے یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی طاقت افزا دوا ہی ہے۔ یا یہ وہ مقوی روح ہے۔ جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آ جاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئے ہوں۔ ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر [illegible] واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دی جائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص اعصاب پر پڑتا ہے۔ جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد اور جوانمرد کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحبکار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات (عہ) روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی روغن [illegible] موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں۔ پٹھوں کی سستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر معزور طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے۔ اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپیہ چار آنہ (للعہ) شیشی خورد دو روپیہ دو آنہ (عہ)

یہ دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا۔ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں۔ اول ہمارا نمونہ منگواؤ پھر بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ ہم نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہے۔ اول نمونہ مفت منگائیے۔ پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ۔ طلائی طلسمی بیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاء اللہ دونوں مفید پائیں گے۔ قیمت ۲ ماشہ عہ۔ سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور قوت بصارت بڑھانے والا قیمت فی تولہ ۸ سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا قیمت فی بکس ۳

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

کہ "اباجی! دعا کرو۔ کہ میں چوتھی میں ہوجاؤں"!
اس پر فرمایا کہ چوتھی کیا بلا ہوتی ہے۔ بڑی سے بڑی کامیابی جو دُنیا میں ممکن ہے۔ وہ حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اور میں اس کے لئے دعا کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے دعا کی!

یہ واقعہ ایک معمولی واقعہ ہے۔ مگر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسقدر ہمت بلند آپ کو خدا نے دی ہے۔ اور وہی جذبہ آپ اپنی قوم اور اولاد میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ کسی شخص کو یہ خیال گذر سکتا ہے کہ دُنیا کی سب سے بڑی کامیابی شائد آپ کی نظر میں کوئی دنیوی امر ہوگا؟ دُنیا اور اُس کی کامیابیاں آپ ہمیشہ سچے متقی کے تقویٰ کا معمولی نتیجہ سمجھا کرتے ہیں۔ آپ کی خواہش جو اولاد کے متعلق ہے۔ وہ اس واقعہ سے معلوم ہوگی۔ کہ ایک مرتبہ جب عبدالحی کی آمین ہوئی۔ یعنے اسنے قرآن مجید ختم کیا تو حضرت خلیفۃ المسیح رض کو بہت خوشی ہوئی۔ اس لئے نہیں۔ کہ بچہ ہوشیار ہوگیا۔ یا تعلیم کی طرف توجہ کرنے لگا ہے۔ بلکہ محض اس لئے کہ

اس نے خدا کی کتاب پڑھی ہے!

غرض جب **عبدالحی** قرآن شریف ختم کرکے آیا تو اسے فرمایا۔ بیٹا! ہم تُم سے دس باتیں چاہتے ہیں۔ ان میں سے پانچ تم نے کرلی ہیں۔ وہ باتیں کیا ہیں۔

قرآن شریف پڑھو۔ پھر اس کو یاد کرو۔ پھر اس کا ترجمہ پڑھو پھر اس پر عمل کرو۔ پھر اسی عمل میں تمہیں موت آجاوے۔
قرآن شریف پڑھاؤ۔ پھر یاد کراؤ۔ پھر ترجمہ سناؤ۔ پھر عمل کراؤ۔ پھر اسی حالت میں تُم کو موت آجاوے۔

ان ہدایات عشرہ میں وہ سربستہ راز موجود ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح رض اپنی اولاد کی آئندہ کامیابیوں کے متعلق بہ ہنگ خواہش رکھتے ہیں۔

ایک موقعہ پر انہیں ایام علالت میں شدت مرض میں آپ نے کوئی کاغذ لکھا۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو اور دوسرے احباب کو آپ نے اس کے بعد کچھ نصائح کیں ان کے متعلق وصیت کا ایک سوال پیدا ہوگیا۔ اور بعض کو خیال پیدا ہوا۔ کہ شائد اس تحریر میں اور اس تقریر میں کوئی اختلاف ہو۔ واقعات آپ کی خدمت میں عرض ہوئے۔ تو جو کچھ فرمایا۔ اس کا مفہوم یہ تھا۔ کہ میرے بیان میں اختلاف نہیں ہوتا جواب کہا ہو یا پہلے کہا ہو۔ اس واقعہ کو میں نے یہاں صرف اس لئے دوہرایا ہے۔ کہ آج سے ۶ سال پہلے کی بات جو آپ کی خواہش کو ظاہر کرتی ہے۔ آج ظاہر کی ہوئی خواہش سے کیسی مطابق ہے۔

میرے استفسار پر فرمایا کہ سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ

قرآن مجید عملی طور پر کل دنیا کا دستور العمل ہو

اور اپنی اولاد کے لئے جو خواہش ہے۔ وہ اس سے باہر نہیں جاتی کہ

قرآن شریف کا فہم اُس پر عمل۔ اُس کی خدمت

ہو۔ کیسا مبارک ہے وہ باپ جس کی یہ خواہش ہو اور خوش قسمت ہے وہ بچہ جس کے باپ کے یہ ارادے ہوں۔ آج ہماری خواہشوں کا مرکز اعلیٰ عہدے اور اعلیٰ ڈگریاں ہیں۔

بعد علالت تیسرا خطبہ

از ایڈیٹر بدر۔ ۹۔ جون ۱۹۱۱ء

ان اللّٰہ یأمر بالعدل والاحسان۔ میں بڑے ارادے سے آیا ہوں۔ بڑے اخلاص کے ساتھ درد مند دل لے کے یہاں کھڑا ہوں۔ ایک طرف پاؤں مضبوطی سے کھڑا نہیں ہوتا۔ دوسری طرف بات کہنے کو جی چاہتا ہے۔ بیماری میں ساتواں مہینہ ختم ہونے کو ہے مگر اللہ تعالیٰ نے زبان کو محفوظ رکھا ہے۔ بہکی بہکی باتیں کبھی نہیں کیں۔ ڈاکٹروں سے پوچھا ہے۔ انہوں نے شہادت دی ہے۔ کہ کلوروفارم سونگھنے کی حالت میں بھی کوئی بہکی بات میرے مُنہ سے نہیں نکلی۔ بس اس وقت لقائی ہوش ہوا تمہیں چند باتیں کہتا ہوں۔ جو تم سے مان لیگا اُس کا بھلا ہوگا اور جو نہ مانیگا اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔

ان اللّٰہ یأمر بالعدل۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ انصاف کرو۔ تُم میں سے کوئی بھی ایسا ہے۔ جو چاہتا ہے یا پسند کرتا ہے کہ مجھے کوئی گالی دے یا میری کوئی ہتک کرے۔ یا میرے ننگ و ناموس میں فرق ڈالے یا نقصان کرے یا بدی سے پیش آئے یا تحقیر کرے۔ میرا ملازم سُستی سے کام لے۔ جب تُم نہیں چاہتے۔ تو کیا یہ انصاف ہے۔ کہ تُم کسی کا مال ضائع کرو۔ یا کسی کی ملازمت میں سُستی کرو۔ یا کسی کو نقصان پہنچاؤ۔ یا کسی کے لڑکے یا لڑکی کو بدنظری سے دیکھو۔ تُم عدل سے کام لو۔ اور وہ سلوک کسی سے نہ کرو۔ جو خود اپنے آپ سے نہیں چاہتے۔ انجح جس سے پانچ دس روپے تنخواہ لیتے ہو۔ اُس کی فرمانبرداری کرتے ہو۔ پس جس نے آنکھیں دیں۔ جن سے ہم دیکھتے ہیں۔ کان دیئے جن سے ہم سنتے ہیں۔ زبان دی۔ جس سے ہم بولتے ہیں ناک دیا۔ پاؤں دیئے۔ جن سے ہم چلتے ہیں۔ عقل۔ فہم۔ فراست دی۔ اتنے بڑے محسن اتنے بڑے مربی۔ اتنے بڑے خالق رازق کی نافرمانی کریں۔ تو کیا یہ عدل ہے۔ بس میں تمہیں بھی چھوٹا سا فقرہ ان اللّٰہ یأمر بالعدل سُنانے آیا ہوں۔ اور میں تمہیں دوسری دفعہ۔ تیسری دفعہ۔ چوتھی دفعہ تاکید کرتا ہوں۔ کہ خدا کے معاملہ میں اپنے معاملہ میں۔ اپنے معاملہ میں۔ غیروں کے معاملہ میں عدل سے کام لو۔ پھر اس سے ترقی کرو۔ اور مخلوق الٰہی سے احسان کے ساتھ پیش آؤ۔ اللہ تعالیٰ کے احسانوں کا مطالعہ کرکے اُس کی فرمانبرداری میں برداری میں بڑھو۔ حلال روزی کماؤ۔ حرام خوری سے نیکی کی توفیق نہیں ملتی۔ شاہ عبدالقادر جیسے اپنا جوتا مسجد کے باہر اُتارا کرتے۔ اور شاہ رفیع الدین اندر لیجاتے پھر بھی ضائع ہوجاتا۔ شاہ عبدالقادر صاحب نے بتایا کہ ہم جو باہر جوتا اُتار کر یہ نیت کر لیتے ہیں۔ کہ چور لے جائے۔ اُس کے لئے حلال۔ چونکہ چور کم بخت کے نصیب میں رزق حلال نہیں۔ اس لئے اُسے اٹھانے کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔ غرض اکل حلال یا اطباع کرو اور بیویوں سے احسان کے ساتھ پیش آؤ۔ بیوی بچوں کے جننے اور پالنے میں سخت تکلیف اُٹھاتی ہے۔ مرد کو اس کا ہزارواں حصہ بھی اس بارے میں تکلیف نہیں۔ ان کے حقوق کی حفاظت کرو۔ ولهن مثل الذي عليهن۔ ان کے قصوروں سے چشم پوشی کرو۔ اللہ تعالیٰ بہتر سے بہتر بدلہ دیگا۔

دوسرے خطبہ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بےحیائیوں سے اور ان امور سے۔ جن سے دوسرے کو تکلیف پہنچے۔ اور وہ منع کرے یا شریعت منع کرے اور بغاوت کی راہوں پر چلنے سے منع کرتا ہے۔ وہ سُنا کس کام کا جس کے ساتھ عمل نہ ہو۔ سنو۔ دل کو اس کے ساتھ حاضر کرو۔ القی السمع وهو شهيد۔ پھر اس پر عمل کرو۔ اگر عمل نہیں۔ تو کوئی نیکی کوئی ایمانداری۔ کوئی وعظ کسی کام کا نہیں۔

ملفوظات امیر المومنین رض

۷ رجون ۱۹۱۱ء
سلام علیکم

بماصبرتم۔ فرمایا۔ صبر دو قسم ہے (۱) صبر علی الاطاعۃ یعنی اطاعت الٰہی پر استقلال سے مداومت۔ حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں۔ احب الاعمال الی اللّٰہ ادومها۔ بہت پسندیدہ

عمل بارگاہ ایزدی میں وہی ہے جس میں مداومت ہے۔

(۳) صبر عن المعصیۃ۔ بدی سے باوجود بدی کے اسباب بہم پہنچانے کے رُکے رہنا۔

اقاموا الصلوٰۃ۔ وقت پر ٹھہر کر خشوع و خضوع سے جماعت کے ساتھ پڑھنا۔ اقامت صلوٰۃ ہے۔

یدرؤن السیئۃ بالحسنۃ۔ بدیاں انسان کے اندر ہوں یا بیوی بچوں میں یا محلہ میں یا شہر میں یا ملک میں سب کو کسی عمدہ تدبیر سے دفع کرنے کی کوشش کرنا مؤمن کا فرض ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اخلاق کو کہاں تک سُدھارا۔ کہ انک لعلیٰ خلق عظیم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ پھر انسان کے اندر جھوٹ۔ فریب۔ دغا۔ کینہ۔ بغض۔ طمع۔ سُستی۔ تکبر۔ بدظنی یہ سب بیماریاں ہیں۔ ان کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئیے۔

عورتوں کے بارے میں مردوں کو فرمایا۔ قوامون علی النساء۔ پس مردوں کا فرض ہے کہ ان کی تادیب و اصلاح کریں نیک معاشرت رکھیں۔ رفق و مدارات سے پیش آئیں۔ بچوں میں بدعادتیں اگر بڑھنے میں سگر ہوں۔ تو دور کرنے کی سعی کریں محلہ میں شہر میں جو بدعادات اور رسومات رواج پذیر ہوں۔ ان کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ اور ان سب کے لئے عمدہ عمدہ تدابیر سوچتے رہیں۔ ہر مؤمن اپنے نفس سے سوال کرے۔ کہ اس نے کسی بدی کا اپنے نفس یا اپنے گھر میں یا اپنے محلہ یا اپنے شہر یا اپنے ملک سے قلع و قمع کیا ہے؟

بدیاں انسان زیادہ تر حصول رزق کے لئے کرتا ہے۔ فرمایا بسط رزق تو اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

فرمایا۔ میں جوان سے بوڑھا ہوا۔ سرد و گرم زمانے کا دیکھا کبھی نیکی کا نتیجہ بُرا نہیں دیکھا۔ بلکہ خدا تعالیٰ تو نیک کی اولاد کو بھی ضائع نہیں کرتا۔ تم جھوٹ نہ بولو۔ بدظنیاں چھوڑ دو۔ بُری صحبتوں سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ ادنیٰ سے ادنیٰ نعمت خدا کی شکریہ کے ساتھ قبول کرو۔ بدیوں سے بچتے رہو۔ نیکیوں پر دوام کرو۔ نمازیں سنوار کر پڑھو۔ ہم تو چند روزہ مہمان ہیں۔ روزہ بروز مرنے کی تیاری ہے۔ ممکن ہے۔ اگر تم کوشش کرو۔ تو خدا کے فضل سے ہماری روح تمہاری طرف سے خوش جائے۔ حوالہٗ بخدا۔

۸ جون ۱۹۱۱ء (جمعرات) فرمایا۔ خوش قسمت اور سعید انسان کے واسطے تو ایک کلمۂ حکمت ہی موجب ہدایت ہو جاتا ہے

ایک قوم کی طرف سے ایک شخص دریافت حال و تحقیق کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں آیا۔ اس وقت آپ فرما رہے تھے۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنہون عن المنکر۔ یہ سُنتے ہی اپنی قوم کی طرف لوٹ گیا اور کہا کہ سب ایمان لاؤ۔ انہوں نے وجہ پوچھی۔ تو کہنے لگا۔ پسندیدہ سے پسندیدہ باتوں کا حکم کرتا اور بدی سے روکتا ہے۔ بس تمہیں اور کیا چاہئے۔ بدقسمت اور شقی انسان کیلئے سارا قرآن مجید بھی موجب ضلالت ہو جاتا ہے۔ تعجب آتا ہے کہ بعض لوگ مسلمان۔ مؤمن احمدی کہلاتے ہیں۔ پھر فریب دغا۔ چوری۔ جھوٹ۔ کینہ۔ بغض۔ بدظنی۔ ناجائز کمائی نہیں چھوڑتے۔ اللہ ہدایت بخشے۔

فرمایا سچے کی نشانی یہ ہے کہ جو بات سچی اور بھلی ہو۔ اس کے کرنے کے لئے تاکید کرے۔ اور اللہ کی نصرت شامل حال ہو۔ اور دشمنوں کی تباہی ہوتی جائے۔

فرمایا۔ مؤمن ذکر اللہ میں اطمینان پاتا ہے۔ لا الہ الا اللہ الحمد شریف۔ استغفار یہ سب ذکر اللہ ہے۔ فرمایا۔ قرآن کا پڑھنا پڑھانا۔ سمجھانا۔ پھر قوم میں ایسی روح پیدا کر دینا کہ وہ عمل کر کے مزکّی و مطہر بن جاوے۔ یہ مجدد کا کام ہے۔

فرمایا۔ علیہ توکلت۔ اگر مسلمان صرف اسی آیۃ کے ٹکڑے پر عمل شروع کر دیں۔ تو سب بدیاں ان سے دور ہو جائیں۔ جسے اپنے مولیٰ پر توکل ہو۔ اُسے کیا ضرورت ہے۔ کہ فریب کرے۔ دغا دے۔ تکبر کرے۔ لڑائی کرے۔ دین میں سُست ہو۔ چوری سے مال لے۔ فرمایا۔ ولو ان قرآنا سیرت به الجبال او قطعت به الارض او کلم به الموتیٰ۔ بل للہ الامر جمیعا کے معنے بالکل صاف ہیں۔ لو ان قرآنا جملہ شرطیہ ہے۔ اور لفعل بھذا القرآن جزاء محذوف ہے۔ اور سیرت به الجبال کے معنے ہیں سیرت القرآن الجبال۔ جیسے مفاتحه لتنوء بالعصبة کے معنے ہیں کہ اس کے مفاتح سے ایک جماعت تھک جاتی۔ نہ یہ کہ مفاتح تھک جاتیں۔ جیسا کہ ظاہری ترکیب سے معنے معلوم ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایک شعر ہے۔

فلما اجزنا ساحۃ الحی وانتحی

بنا بطن خبت ذی حقاف عقنقل

وانتحی بنا کے معنے ہیں۔ ایک طرف کر دیا۔ ہم کو ریت کے ٹیلے نے۔ حالانکہ ریت کے ٹیلے نے برطرف نہیں کیا۔ بلکہ وہ لوگ ریت کے ٹیلے سے الگ ہو گئے۔ پس قرآن سے پہاڑ چلائے گئے۔ اور زمین کاٹی گئی مراد نہیں۔ بلکہ مراد یہ ہے۔ کہ قرآن پہاڑوں میں چلایا جاوے۔ یعنی پہاڑی لوگوں اور بڑے بڑے اُمراء تک پہنچ جاوے۔ اور زمین کے دور دراز علاقوں میں پہنچ جاوے اور روحانی مُردے کلام کرنے لگیں۔ بلکہ اللہ کی حکومت ہو جاوے۔ (حصول سلطنت)۔ لو فعل ہذہ الامور قرآن لفعل بھذا القرآن۔ یعنے مندرجہ بالا امور۔ اگر کسی قرآن سے ہوتے ہیں۔ تو وہی یہی قرآن ہے۔ چنانچہ قرآن تمام روئے زمین پر پھیل گیا۔ روحانی مُردے زندہ ہوئے۔ عرب میں بلکہ دور دور تک اسلامی سلطنت ہو گئی۔

فرمایا۔ لہدی الناس جمیعا فرما کر ایک طرف مومنوں کو بشارت دی۔ کہ تمام عرب مسلمان ہو جائیگا اور دوسری طرف او تحل قریبا من دارھم سے بتایا کہ کفار مصیبتوں میں گرفتار رہیں گے۔ یہاں تک کہ تو اے نبی ان کے گھروں کے قریب نازل ہوگا۔ چنانچہ فتح مکہ کے دن ایسا ہی ہوا۔

فرمایا۔ جھوٹ نہ بولو۔ ناجائز کمائی چھوڑ دو۔ برکت والی غذا حلال کی کمائی سے حاصل ہوگی۔ اس کے کھانے سے برکت ملیگی۔ خدا کی کتاب کا فہم آئیگا۔ نیکیوں کی توفیق ملے گی۔ حرام خوری سے نیکیوں کی توفیق چھینی جاتی ہے۔ انبیاء کا مذہب اختیار کرو۔ یطعمنی ویسقینی واذا مرضت فھو یشفین۔ وہی کھلاتا ہے۔ وہی پلاتا ہے۔ جب اپنی غلطی سے مریض ہو۔ تو شفا بھی وہی دیتا ہے۔

اس تذکرہ پر کہ مسلمان درخواست کرنا چاہتے ہیں۔ کہ قرآن مجید کے چھاپنے کا حق صرف مسلمانوں کا حق صرف مسلمانوں کے لئے ہو۔ فرمایا۔ مسلمان اگر ہمت سے کام لینے والے ہوتے اور وہ خدا کے ہو جاتے۔ تو انہیں یہ مشکلات کیوں پیش آتے گورنمنٹ کو کیا پڑی ہے۔ کہ وہ دوسروں کو نہ چھاپنے پر مجبور کرے۔ پنجاب۔ ہندوستان میں جو قرآن چھپوائے ہیں پہلے کوئی ان میں سے صحیح تو دکھاؤ۔ کسی کا کاغذ خراب ہے کسی کی چھپوائی خراب ہے۔ کوئی غلطیوں سے پُر ہے۔ نہ ان کے پاس سعی ہے۔ نہ ہمت۔ نہ استقلال حمیت۔ مرزا نے

کیا سچ کہا ہے ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے پاک بندوں کو

یہ پاک بندے بنتے تو ضائع کیوں ہوتے۔ انہوں نے قرآن کو چھوڑا۔ تو خدا نے اشاعت کی خدمت دوسروں کے سپرد کر دی۔

۱۲۔ جون ۱۹۱۱ء۔ فرمایا۔ بدیاں کھلی کھلی ہوتی ہیں۔ میں نے بعض ڈاکوؤں سے پوچھا ہے۔ کہ جو مال تم ڈاکے کے ذریعے حاصل کرتے ہو۔ اگر تمہارا کوئی آدمی اس میں سے چرالے۔ تو تم اسے کیسا سمجھتے ہو۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم اسے بہت برا سمجھیں بلکہ جان سے ماردیں۔ کیونکہ اس نے مال میں خیانت کی۔ اس پر جب یہ پوچھا کہ پھر تم کیوں محنت سے کمائے ہوئے مال میں ناجائز تصرف کرتے ہو۔ تو چپ رہ گئے۔

فرمایا۔ جو کسی کو حق بات اللہ کے لئے سمجھائے اور وہ اس پر ٹھٹھا کرے۔ تو اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔

فرمایا۔ خدا کے ہر آن میں ہم پر لاکھوں کروڑوں احسان ہیں اگر وہ ہر آن ہر لحظہ ہماری دستگیری نہ کرے۔ تو دم لینا مشکل ہو جاوے۔

فرمایا۔ قرآن مجید سورہ رعد میں ظاہر من القول کے دو نوں معنے ہیں۔ مضبوط بات۔ باطل بات۔ جس کی تہ میں کوئی حقیقت نہ ہو۔

فرمایا۔ مسلمانوں کے حال پر افسوس آتا ہے۔ اگر دریافت کیا جائے کہ جیل خانوں میں زیادہ کس قوم کے آدمی ہیں۔ تو یہی نکلیں گے۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے دس سلطنتیں ان کی ہلاک ہوئی ہیں۔ ذلت و ادبار ان پر سوار ہے جیسا کہ یہود پر پڑا۔ ایک وقت تھا۔ کہ اسلامیوں کے مقابل پر جو کھڑا ہوتا۔ وہ ہلاک ہوتا۔ یا یہ وقت ہے کہ یہ خود ذلیل ہیں اپنی ہی شامت اعمال کی وجہ سے۔

فرمایا۔ قرآن مجید میں جنت کی انہار کا جو ذکر ہے۔ یہ بطور مثال کے ہے۔ مثال حقیقت کے مقابلہ میں کیا چیز ہے۔ دیکھو۔ اگر ایک ستارہ بھی زمین پر گر پڑے۔ تو ہلاکت یقینی ہے۔ لیکن اس کا تمثل مصفا پانی میں کیا بھلا معلوم ہوتا ہے۔

فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں شرک کا بڑا زور تھا آپ کی ہمت عالیہ توجہ کا اکثر حصہ اسی کے رد میں خرچ ہوا۔ حضرت مرزا نے اس زمانے میں مخلوق خدا میں سب سے بڑا مرض یہ پایا کہ دُنیا کو دین پر مقدم کرتے ہیں۔ بلکہ دین کی پرواہ ہی نہیں۔ اس لئے آپ نے بیعت میں یہ اقرار لازم رکھا۔ کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کرونگا۔

فرمایا قرآن مجید کا نام حکم عربی بھی ہے یعنے فیصلہ کرنے والا کھول کھول کر سُنانے والا۔ عربی کے بھی یہی معنے ہیں۔ ایک شخص نے معنوں پر تعجب کیا تو میں نے اسے کہا کہ انبیاء کرام کے نزدیک اور کتب الٰہیہ میں اصل الاصول تمام نیکیوں کا کیا ہے۔ کہ اللہ پر ایمان لانا۔ میں نے کہا۔ دُنیا کی کسی زبان میں اس رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین ہستی کے لئے ایسا لفظ بتا دو۔ جو غیر پر استعمال نہ ہوتا ہو۔ برخلاف عربی میں ایک اللہ ہے۔ جو کبھی غیر اللہ پر نہیں بولا جاتا۔ یہاں تک کہ تمام دواوین اور لغت عرب کو دیکھو کسی فاسق سے فاسق۔ ملحد۔ دہریہ کے کلام میں بھی یہ لفظ کسی غیر پر نہیں بولا جاوے گا۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ عربی ہی ایک فصیح اور کھول کھول کر بیان کرنے والی زبان ہے

فرمایا۔ میں دعا کرتا ہوں۔ اللہ تمہیں قرآن پڑھنے پڑھانے اس پر عمل کرنے۔ پھر آپس میں محبت بڑھانے کی توفیق دے۔ یاد رکھو کہ یہ سب باتیں بغیر عمل کے ہیچ ہیں۔

۱۳ جون ۱۹۱۱ء۔ دُنیا میں مخلوق کی مختلف طبائع ہیں بعض لوگ افیون۔ گانجا۔ بھنگ۔ شراب شروع کر دیتے ہیں۔ تاکہ وقت آرام سے کٹ جاوے (۲) بعض اپنے آرام اور دل بہلانے کے لئے رنڈیوں کی جلسیں بھرنا اپنا پیشہ بنا لیتے ہیں اور اس ہنسی مخول سے اپنا دل خوش کر لیتے ہیں۔ جو وہاں اکثر ہوتا رہتا ہے۔ (۳) بعض لوگ وظیفوں میں سارا دن رات گذار دیتے ہیں اور سخت سے سخت مجاہدے اس راہ میں کرتے ہیں کم خفتن کم گفتن۔ کم خوردن۔ ان کا اصول ہوتا ہے۔ اور بڑی مشکلات کے بعد وہ اپنی حالت ایسی بنا لیتے ہیں۔ کہ جس سے دل آرام میں رہتا ہے (۴) بعض لوگ تعلیم و تعلم اپنا پیشہ رکھتے ہیں صبح سے شام تک درس و تدریس میں لگے رہتے ہیں۔ ایک استاد تھے ان کے شاگرد بڑے آسودہ حال۔ ان میں کمپٹیشن رہتا۔ ہم استاد جی کو حلوا کھلائیں گے۔ دوسرا کہتا ہم پلاؤ کھلائیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ رحم کرے ایسی طبیعت کے تھے۔ کہ تنہائی میں خوب کھاتے اور پھر قے کر کے جو باقی ہوتا وہ بھی چٹ کر جاتے۔ پوچھنے پر فرماتے کیا کہوں پلاؤ بڑا مزیدار تھا چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا (۵) بعض لوگ ایسے ہیں۔ کہ دل بہلانے کے لئے عمر بھر سیر و سیاحت میں گذار دیتے ہیں حج امرتسر کے ہوٹل میں رہے تو کل پشاور کی سرائے میں۔

غرض لوگ کچھ نہ کچھ اپنا شغل ضرور رکھتے ہیں جن لوگوں کو فقیری کا شوق ہے۔ وہ بھی عجیب عجیب کام کرتے ہیں۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے۔ کہ پاؤں میں بڑی بھاری تین من کی زنجیر ہے اور وہ کھڑے سورج کو دیکھ رہے ہیں۔ ان لوگوں کی کتابوں کو بھی پڑھا ہے۔ ان میں ایسی ایسی حکائتیں بھی لکھیں ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم جب معراج کو گئے تو رستے میں ایک پہاڑ آ گیا۔ رستہ مسدود تھا جبرائیل کے مشورے سے بھنگڑ فقیروں کی امداد کی ضرورت پڑی۔ انہوں نے بھنگ گھوٹ کر پہاڑ کو جو اس کا ٹھنڈا مارا اور دم مارو دم کہا تو رستہ کھل گیا۔

ایک بڑے امیر کبیر کو میں نے دیکھا کہ وہ ایک دلالت کے سامنے ناچا کرتا تھا ایک دفعہ میں اس کے ہاں چلا گیا۔ اس نے مجھ سے کچھ جھگڑا ایک بڑی آواز نکلی۔ وہ دوڑا دوڑا آیا اور رام رام کہنے لگا اس کی حماقت پر مجھے بڑا تعجب آیا۔ (۶) کئی دوکانداروں کو دیکھتا ہوں۔ کہ دن بھر بیٹھنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا نہ رواڑی کے ساتھ ایک زنجیر باندھ رکھی ہے اور اسے پکڑ کر کھڑے ہیں۔ اور خوش ہیں کہ گاہک بہت آتے ہیں۔

(۷) کاپی نویس سارا دن اس طرح بیٹھا رہتا ہے جیسے مرغی انڈوں پر اور اسی میں خوش ہے مجھے کبھی امام ویردی کی شاگردی کا موقعہ ملا مگر میرے ہاتھ میں صنعت کم ہے۔ صرف ا ب ج د ر یہ چار ہی حروف سیکھے جب انبیاء آتے ہیں تو لوگوں کو ایسے شغلوں میں پاتے ہیں ان کا کام صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ان شغلوں میں ایک شغل اپنی توجہ الی اللہ و ذکر اللہ کا بتاتے ہیں وہ کہتے ہیں دُنیا کے کام بے شک کرو۔ بیوی بچے رکھو جیسا کہ انبیاء کے لئے بھی تھے اور سورہ رعد کے آخری رکوع سے معلوم ہوتا ہے لیکن خدا سے غافل نہ ہو جاؤ۔ یہی روحانی تعلیم ہے یہی روحانیت ہے۔ جو انبیاء کرام اور اُن کے جانشین سکھلاتے آئے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دُنیا میں مختلف اشغال تھے۔ آپ نے فرمایا پانچ وقت نماز بھی پڑھ لیا کرو۔ پاخانہ جانا سب کو ضروری ہے وہاں اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث بھی پڑھ لو۔ ایسا ہی بیوی کے پاس کوئی جاتا ہے آپ نے ایک دعا سکھا دی کہ یہ بھی پڑھ لیا کرو۔ غرض یہ تھا اور روحانی تعلیم یہ ہے کہ انسان فطری کام کرے پاخانہ جائے کھائے پیئے احباب کو ملے جلے بیوی نکاح کرے جماع کرے۔ کمائے۔ مگر اللہ سے غافل نہ ہو یہ نہیں کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بیٹھ رہے یہ طریق انبیاء کی سنت کے خلاف ہے۔

انبیاء علیہم السلام

جائز کام کرنے سے منع نہیں فرمایا۔ ہاں یہ ضرور ارشاد ہوا ہے یامرھم بالمعروف وینھاھم عن المنکر یعنے معروف (ان کاموں

مفید کاموں میں لگے۔ مجھ سے بھی لوگوں نے پوچھا ہے کہ تم کیا روحانی تعلیم دیتے ہو۔ اور اس جماعت میں کیا روحانیت ہے۔ سو میں کھول کر سناتا ہوں۔ کہ روحانیت یہی ہے۔ تمہارا اٹھنا۔ بیٹھنا۔ چلنا پھرنا سونا۔ جاگنا۔ پڑھنا۔ تجارت کرنا۔ کوئی اور محنت۔ ملنا جلنا سب کچھ اللہ کے لئے ہو۔ سب میں خدا یاد رہے۔ اپنے سارے کاموں میں اللہ کی رضامد نظر رکھو۔ پس یہی تصوف۔ یہی فقیری۔ یہی روحانیت۔ یہی روحانی تعلیم ہے۔

قرآن مجید کو رحل پر رکھنا اور اوپر ایک کپڑا یہ ظاہری ادب بمنزلہ جسم کے ہے۔ اگر دل کے اندر اس کے احکام کی ایسی ہی عزت ہو۔ تو یہ اس کی روح ہے۔ زبان ذکر الٰہی کرے یہ جسم ہے۔ اگر اس کے اخلاص اور تعظیم اور امر حضرت احدیت ہے۔ تو اس کی روح ہے۔ قرآن مجید پڑھنا اور اس کے معنے سیکھنا یہ بمنزلہ جسم ہے اور اس پر عملدرآمد یہ اس کی روح ہے۔ وعظ سننا جسم ہے۔ اور اس پر عمل روح ہے۔

اگر میں اپنی روحانی تعلیم سمجھا سکا ہوں۔ تو اپنے تئیں مبارکباد دیتا ہوں۔ اگر تم نہیں سمجھے تو انشاء اللہ پھر خدا توفیق دیگا۔

فرمایا محض تمہاری بھلائی کے لئے کہتا ہوں۔ اللہ نے مجھے تم میں سے ایک کا بھی محتاج نہیں کیا۔ میں کسی سے مفت کام لینا پسند نہیں کرتا۔ سات ماہ سے بیمار ہوں۔ تنہائی کا موقعہ بھی نہیں ملتا مگر پھر بھی تم میں سے کوئی میرے رزق کا پتہ نہیں لگا سکا کہ میرا مولیٰ کہاں سے بیش از بیش دیتا ہے یہ اس کی غریب نوازی ہے۔

۱۵ / جون ۱۹۱۲ء۔ فرمایا۔ جو اللہ تعالیٰ دے۔ وہ بندہ شکر گذار ہے لے تو ضرور زیادہ انعام پاتا ہے۔ ایک عورت نے مجھے ایک دفعہ دھیلہ دیا۔ جو میں نے بڑی شکر گذاری سے لیا کہ اس کے تیل کی روشنی میں نسخے لکھا کرونگا۔ تو مخلوق کو کسقدر نفع پہنچ سکتا ہے۔ اگر میں فن طبابت سے اس دھیلہ کی ایک دوائی بنالوں۔ تو وہ کسقدر مخلوق الٰہی کے لئے نافع ہو سکتی ہے۔

فرمایا۔ شفا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ میرے اس زخم پر دس ڈاکٹروں نے اپنا زور لگایا ہے۔ مگر یہ بات بھی جان لینی کہ یہ اچھا کیا

فرمایا۔ بعض لوگ دنیا کو ۶۔ ۷ ہزار سال سے جانتے ہیں بعض دو ارب سے۔ جبجی نکتہ پر بھی کئی صفریں ایزاد کرتے ہیں لیکن جو اگلی خدائی اور اس کی صفت خلق کی ازلیت کے مقابل یہ ہندسے کیا چیز ہیں۔

فرمایا لوگ تجارت کرتے ہیں مگر کسی تجربہ کار سے مشورہ لیتے ہیں نہ حساب صاف رکھتے ہیں اس کا نتیجہ ہے۔ کہ پھر نقصان اٹھاتے ہیں۔

فرمایا۔ قرض بہت اچھی چیز ہے۔ لیکن آجکل وعدہ پر کم ادا کیا جاتا ہے۔ بس ایسے لوگ بھی جو دل سے اپنے بھائی کو نفع پہنچانا چاہتے ہیں۔ وہ بھی دینے میں تامل کرتے ہیں۔

فرمایا جب تم اپنے کار منصبی سے فارغ ہو۔ تو بے ہودہ کہانیں جن سے نہ دنیا کا فائدہ ہو۔ نہ دین کا۔ نہ بیٹھو۔ بلکہ خدا کی طرف راغب ہو جاؤ۔ اور لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کرو۔ درود پڑھو۔ استغفار بار بار کرو۔ الحمد شریف پڑھو۔ اور قرآن مجید کی تلاوت کرو۔

فرمایا۔ فلسفیوں کا کسی مسئلہ پر اتفاق نہیں رسم و عادت کے کسی مسئلے میں لوگوں کا اتفاق نہیں حتیٰ کہ خوراک اور پوشاک میں ایک ملک کے لوگوں کا اتفاق نہیں پھر بھی لوگ عام رائے کی پیروی کرتے ہیں۔ تعجب ہے۔ کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے ماننے اجماعی مسئلے کے ماننے میں تامل ہے۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

فرمایا۔ نبی کے مقابل جو لوگ ان انتم الا بشر مثلنا کہتے ہیں۔ ان کو یہ خیال نہیں آتا۔ کہ بادشاہ جسے وہ حاکم اعلیٰ مانتے ہیں۔ وہ بھی تو آخر انسان ہی ہوتا ہے۔

فرمایا۔ اللہ پر بھروسہ کے یہ معنے نہیں۔ کہ سامان الٰہی کو ترک کر دے۔ بلکہ سامان سے کام لے کر پھر نتیجے کے لئے اللہ پر توکل کرے۔

فرمایا۔ یہ بھی ایک قسم کا کفر اور کفران نعمت ہے کہ آدمی بھلی بات سن لے اور اس پر عمل نہ کرے۔

۱۷ / جون ۱۹۱۲ء ہفتہ۔ فرمایا جب انسان اللہ سے دور ہو جاتا ہے۔ تو اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کو اللہ جلشانہ کی طاقت کی پرواہ نہیں ہوتی۔ اپنے ہی منصوبوں پر بھروسہ کرتا ہے۔ اس بلا میں بہت سی خلقت مبتلا ہے۔ یہ بلا اللہ کی غفلت اور اس سے بعد اختیار کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ جن کو غفلت نہیں۔ وہ ہر آن میں اپنے تئیں زیر تصرف الٰہی مانتے ہیں۔ جن لوگوں نے الٰہی عظمت و جبروت کا انکار کیا ہے۔ انہوں نے رسولوں کو اپنے جیسا بشر سمجھ کر کہدیا کہ جیسا ہمارا۔ نہ ویسا ہمارا۔ ہمیں ان کی کیا پرواہ۔

فرمایا۔ ایک عجیب نکتہ ہے۔ کفار نے نخرجنکم کہا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے مقابل پر لنهلكن الظالمين فرما کر اس کی ہلاکت کی وجہ بھی بتادی۔ اور لنسكننكم کے انعام کا سبب بھی بتادیا۔ لمن خاف مقامی۔

فرمایا۔ یسقی من ماء صدید کا نظارہ آتشک کے بیماروں میں دیکھ لیا ہے۔ جن کے گلوں میں زخم ہو جاتے ہیں۔ انہیں کھانے پینے وقت پیپ اور زخموں کا پانی ساتھ ہی نگلنا پڑتا ہے۔

فرمایا۔ انسان جو کام کرے خدا سے ڈر کر کرے مخلوق کے واسطے گناہ کرنا عاقبت اندیشی نہیں۔ کیونکہ یہ سب جدا ہو جائیں گے۔ اور قبر میں تو اکیلا رہ جائیگا کسی پنجابی نے کہا ہے۔

جنہاں واسطے پاپ کماؤ نگے تھے نی اوہ گھر دے

فرمایا ایک وقت آتا ہے۔ کہ ہم تم میں سے ایک بھی نہ ہوگا اور ہماری جگہ اور قوم ہوگی۔ اور نہ یہ مکان نہ یہ حالات۔ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے پس عاقبت کی فکر کر لو۔

فرمایا۔ ہر کام میں دیکھ لو کہ خدا کی پروانگی ہے یا نہیں پھر یہ کہ اس میں مخلوق کی بہتری ہے یا نہیں۔ پھر کرو۔

فرمایا۔ میں دعا کرتا ہوں۔ اللہ تمہیں عاقبت اندیش بناوے دین کے معاملہ میں بھی اور دنیا کے معاملہ میں بھی۔

۱۸ / جون ۱۹۱۲ء اتوار ہر ایک شئے جو خدا تعالیٰ سے دور ڈالے وہ شیطان ہے۔

میں نے ایک ڈاکٹر سے پوچھا تم جو اسقدر خونریزی کرتے ہو کیا تمہارا دل ملامت نہیں کرتا کہا تنہائی میں تو ملامت کرتا ہے مگر جب ہم تین چار مل جاویں تو پھر کچھ یاد نہیں رہتا۔ اس سے مجھے یہ نکتہ معرفت ملا کہ غافلوں کی صحبت میں غفلت بڑھ جاتی ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں مجلس میں بیٹھتا ہوں تو ۷۰ سے ۱۰۰ دفعہ تک استغفار کرتا ہوں تاکہ وہ میل جو اس صحبت کا نتیجہ ہو سکتا ہے دور ہو جاوے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غفلت پیدا کرنے والی صحبتوں سے بچنا چاہئے اور اگر کہیں اتفاق سے بیٹھنا ہو جائے تو پھر استغفار کی کثرت چاہئے۔ تا کہ دل زنگ آلود نہ ہوں۔

فرمایا۔ میں نے بڑے بڑے بدکاروں سے دریافت کیا ہے کبھی کسی نے نہیں کہا کہ ہمیں شیطان پکڑ کر برے کام کی طرف لے گیا آدمی خود ہی جاتا ہے۔

فرمایا۔ ظالم وہ ہے جو کام کرنے کے ہوں۔ وہ نہ کرے اور نہ کرنے کے ہوں۔ انہیں کرے۔ فرمایا لوگ سمجھتے ہیں کہ ایمان الگ اور عمل الگ ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ایمان کا مقتضا عمل صالحہ ہے جیسا کسی کا ایمان ہوگا۔ ویسا ہی عمل ہوگا۔

فرمایا۔ لوگ اگر سالن میں نمک زیادہ یا کم ہو جائے۔ تو شور محشر برپا کر دیتے ہیں لیکن بیوی یا بچہ اگر نماز نہ پڑھے تو کچھ فکر نہیں خیال

نہیں کرتے کہ ہزاروں انتظام کرتے ہیں۔ مگر اللہ کی نافرمانی [illegible]

جنتِ قرآن

حدیث از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو
کہ کس نکشود و نکشاید بہ حکمت ایں معمّا را

قرآن مجید میں جس طرز سے جنّت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور جس طریق پر اس کی نعمتیں اور اعلیٰ احتظاظ کا بیان ہوا ہے۔ اگرچہ اُس کی نسبت صوفیانہ حکیمانہ رنگ میں مختلف دلچسپ خوش آئیند تاویلیں کی جا سکتی ہیں۔ اور ان کے دل آویز ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔ لیکن عام رنگ میں بھی وہ کچھ ایسا نہیں۔ کہ فطرتِ انسانی کے مخالف یا مغائر ہو۔ یا ایسا ہو۔ جس کے سُننے یا دیکھنے سے ایک قسم کی گھبراہٹ یا اضطراب پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ اگر بامعان نظر ایسے کُل بیانات جنّت کا مطالعہ کیا جائے۔ تو آخیر پر یہ کہنا پڑیگا کہ ایسے بیانات بالکل فطرتِ انسانی کے مطابق ہیں۔ اور ان میں کوئی بات بھی خلافِ فطرت یا خلافِ مقتضائے فطرت کے نہیں ہے۔

یہ جدا بات ہے کہ ان آیات اور بیانات یا نصوص کی تاویلات میں بصورت مختلف اجتہادات کے اختلافات ہوں۔ قرآن مجید کی سورۃ بقر میں جنّت اور نعمائے جنّت کے بارہ میں ارشاد ہوا ہے۔ (۱) وبشر الذین آمنوا وعملوا الصالحات ان لھم جنت تجری من تحتھا الانھر۔ اور بشارت دے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں۔ اور اچھے کام کئے ہیں۔ کہ اُن کے لئے جنتیں ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

(۲) کلما رزقوا منھا من ثمرۃ رزقا قالوا ھذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابھا۔ جتنی دفعہ اُن کو وہاں چکھنے کو پھل ملے تو کہیں یہ وہی ہے۔ جو پہلے ہم کو ملا تھا کیونکہ ایک سے ہی سے پھل لائے جائیں گے۔

(۳) ولھم فیھا ازواج مطھرۃ وھم فیھا خالدون اور وہاں ان کے لئے پاکیزہ عورتیں ہیں۔ اور وہ ہمیشہ وہاں رہیں گی۔

ان ہر سہ آیتوں میں امور یا نعمائے ذیل کا بیان ہوا ہے۔

(الف) جو لوگ نیک و رشید ہوں گے اُن کے واسطے ایسے مکانات یا ایسے باغات ہوں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

(ب) انہیں پھل کھانے کے واسطے ملیں گے۔ اور ان کا مزہ یا لذّت قریباً ایک سا ہوگا۔

(ج) اُنہیں وہاں پاکیزہ عورتیں ملیں گی۔ اور وہ ہمیشہ ان مکانات اور باغات میں رہیں گی۔

ہم ابھی اس مضمون میں ان آیات اور انہیں آیتوں کے ہم مضمون دوسری آیتوں کے زائد اجتہادات اور تاویلات مختلفہ پر بحث نہیں کرتے صرف یہ دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ ان ہر سہ امور یا ہر سہ نعمتوں یا ان انعامات میں سے کون سی نعمت یا کونسا امر انسانی فطرت کے منافی ہے اور کونسا ایسا انعام ہے۔ جس سے نعوذ باللہ خداوند کریم کی صمدیت اور جنتی تہذیب میں فرق آتا ہے۔ اور ایسی جنت کے قبول کرنے کے واسطے انسانی فطرت تیار نہیں ہے۔

ہم اس بحث میں یہ بحث بھی چھیڑنا نہیں چاہتے کہ جنت یا دوزخ بالفعل مخلوق اور موجود ہیں یا نہیں۔ یا یہ کہ جنت اور دوزخ کی ماہیت کیا ہے۔

ہم اس مضمون میں صرف یہ بحث کرنا چاہتے ہیں۔ کہ خدائے قادر نے ان آیتوں میں جن جن نعمائے جنت کا (خواہ جنت مخلوق اور موجود ہو۔ اور خواہ کسی آئندہ وقت خلقت مقدر ہو) بیان کیا ہے۔ ان کے ہونے یا تسلیم کرنے سے کیا کیا استحالہ لازم آتا ہے اور وہ استحالات خود فطرت انسانی یا قانون قدرت یا مشیّت ایزدی کے کہانتک منافی ہیں۔

مکانات یا باغات کے نیچے نہروں کا جاری ہونا یا بہنا یا نہر کی میں پانی چلنا اور اس پانی یا ان آبشاروں سے اہل مکانات یا صحنِ باغات کا لطف اُٹھانا یا ایسے سامان کا صرف انہیں کے واسطے مہیا کیا جانا کسی صورت میں بھی فطرتِ انسانی اور قانون قدرت کے منافی نہیں ہے اور نہ یہ استحالہ لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ خدا کی قدوسیت اور صمدیت کے یہ سامان خلاف ہے۔ کیونکہ ہم یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ دُنیا کے تختہ پر اس وقت جو ہزاروں یا لاکھوں سالوں سے دریا۔ سمندر۔ بحر۔ نہریں جاری ہیں۔ اور ان سے لوگ قسم قسم کے کام لے رہے ہیں۔ ان سب کا پیدا کرنے والا اور بنانے والا خدائے قادر ہی ہے۔ کل مذاہب کے پرستار اس عقیدہ کے حامی ہیں۔ جب خدائے قدیر نے ہمارے واسطے دُنیا میں یہ سامان کثرت سے مہیا کر رکھا ہے۔ اور ہم نے اس سے مستفیض ہوتے ہیں۔ تو کیا جنت میں اس قسم کے سامان کا مہیا کرنا اس کی قدرت اور اس کی قدوسیت اور صمدیت کے منافی ہوگا۔

یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ خدائے قدیر ایک گھر میں تو ایک امر جائز رکھے اور دوسرے گھر میں وہی امر اس کی قدوسیت اور صمدیت کے مغائر ہو۔ یہ جدا بات ہے کہ ویسا سامان دوسرے گھر میں وہ ہمیں نہ دے۔ لیکن یہ کس طرح سے ہو سکتا ہے۔ کہ پھر ویسے ہی سامان کا کسی دوسرے موقعہ یا مکان پر یا کسی دوسرے زمانہ میں مہیا کیا جانا خدائے قدیر کی قدوسیت اور صمدیت کے خلاف ہو جائے اگر یہی اصول مانا جائے تو پھر ماننا پڑیگا۔ کہ جو امور یہاں تہذیب اور سعادت کے برخلاف ہیں سو وہ اگلے جہان یا دار المحشر میں نیکی میں شمار ہوں گے یا نیک امور بدی کے قالب میں آ جائیں گے علم الحقائق یہ کہہ رہا ہے۔ کہ جو کچھ یہاں نیکی ہے وہ وہاں بھی نیکی ہی رہیگی۔ اور جو بدی ہے وہ بدی ہی تعبیر ہو گی۔

نے تواں غم دل را بخندہ بیروں برد
زخندہ روئے دل تلخی از گلاب نرفت

اگر کوئی یوم حشر ہے تو وہ یوم تنقیہ ہے نہ کہ یوم تمسیخ۔ اس دن نیکیوں اور بدیوں کی اپنے اپنے رنگ میں تنقید ہوگی۔ نہ کہ ایک دوسرے سے تبادلہ کیا جاویگا۔ اگر اس جہان میں مکانات باغات اور نہریں جائز اور مشروع ہیں۔ اور ان سے مستفیض ہونے میں کوئی قباحت اور کوئی کمی نہیں۔ تو دوسرے جہان میں بھی اُن سے کام لینا اور اُن کا عطا کیا جانا کسی قدوسیت اور کسی صمدیت اور کسی فطرت اور کسی الٰہی قانون کے منافی نہیں ہے اور خدا کی ذات اس دُنیا میں بھی سمیع و بصیر و قدوس اور صمد ہے اور اس آنیوالے جہان میں بھی یہی صفات رکھے گی۔

دُنیا میں ہم اب بھی انواع و اقسام کے پھل کھاتے ہیں۔ اور قدرت نے اپنی فیاضی سے اس کثرت سے پیدا کئے ہیں۔ جن کا احصار مشکل ہے۔ ہر ملک اور خطہ میں قدرت نے جدا جدا پھل پیدا کر کے انسان اور دیگر حیوانات کو مالا مال کر دیا ہے۔ یہانتک کہ بڑے بڑے ڈاکٹروں اور حکیموں نے حیوانات کی زیادہ تر مفید غذا پھل ہی سمجھی ہے۔ مختلف مزوں کے بھی ہیں۔ اور رنگت مزہ۔ مقدار۔ خوشبو۔ طرح و وضع میں ملتے جلتے بھی ہیں۔ اور مختلف بھی ہیں۔

جس طرح خدائے قدیر نے اور چیزیں بنائی ہیں۔ اسی طرح یہ بھی اس کی قدرت کاملہ کا نمونہ ہیں ہم کھا پی کر صبح و شام سو جان سے الحمد بجالاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللھم زد فزد۔

اگر دوسرے دور میں خدائے کریم جنت یا مکانات حشر میں

اسی قسم کے پاکیزہ اور مزہ اور لذت کے پھل مہیا کر دے اور لوگ انہیں کھائیں۔ تو اس میں بُرائی ہی کیا اور خدا کی قدوسیت اور جنت کی عظمت پر اس سے حرف ہی کیا آ سکتا ہے۔ خدا کی قدوسیت اور صمدیت پر یہاں یعنی اس جگہ میں تو کوئی حرف نہ آیا۔ دوسرے دَور میں جاتے ہی پھلوں کی پیدائش اور پھلوں کا استعمال چادر خدائی کیواسطے نعوذ باللہ ایک داغ ہو گیا۔ فرمایئے ایسا کیوں ہے؟ کیا خدا نے ہمیں اس جہان میں بہ تقاضائے فطرت یہ حکم نہیں دیا کہ ہم عورتوں کی رفاقت اور مصاحبت کو ضروری اور لازمی سمجھیں۔ کیا ہر ایک مذہب میں عورتوں کی رفاقت اور مصاحبت کا حکم نہیں دیا گیا۔ کیا ہماری فطرت اس مرحلہ پر نہیں لے جاتی۔ اور کیا خدا دُنیا میں اس رفاقت اور اس مصاحبت کا حامی نہیں ہے۔ کیا خدائے قدیر اور خدائے قدوس نے باوجود اس قدرت اور اس قدوسیت کے اپنے پاک نبیوں اور پاک رسولوں کی معرفت ہر قوم کو یہ حکم نہیں دیا۔ کہ عورتوں سے نکاح پڑھانا اور انہیں اپنی بیویاں بنانا ان کی رفاقت میں رہنا ان کی مصاحبت سے حظ فطرتی اُٹھانا جائز ہے۔ اور خدا اس سے ناراض ہوتا نہیں۔ اور یہ تعلق قدرت اور قانون قدرت کے خلاف نہیں ہے۔

حکیموں نے اس دُنیا میں رہ کر عورتیں کیں۔ اور بیویاں بنائیں راہبوں اور نبیوں اوتاروں اور مرسلوں نے ان کی رفاقت کو جائز ثابت کیا۔ عورتوں کی عزت اور احترام کیا گیا اور اُن کے ساتھ سلوک کرنا۔ انہیں دُنیا کا نصف حصہ سمجھنا تہذیب کا اعلیٰ جزو قرار پایا۔ ان کے بغیر کوئی قوم خالی نہ رہی۔ وہ بڑے بڑے ناموروں اور محترموں کی مائیں اور بیویاں بنیں ان کی عزت اور احترام پر لاکھوں کتابیں لکھی گئیں جب کسی نے اُن کے خلاف کوئی کلمہ کہا۔ اس کی خبر لی گئی۔ وہ جزو اعظم سمجھی گئیں۔

نیست بیکار دریں مرحلہ یک نشتر خار
ہمہ را بر محک دیدۂ بینا زدہ ام

خدا کی مقدس کتابوں میں عورتوں کا ذکر اور اُن کی توصیف ہے۔ خدا کے محترم صحیفوں میں اُن کی داستانیں ہیں۔ نبیوں کی زبانوں پر ان کا نام آتا رہا ہے اور فلاسفروں کے دلوں میں ان کی عزت اور ان کا احترام ہے۔ ان حالات میں اگر جنت یا حشری مکانات و باغات میں عورتیں ہوں۔ اور پھر پاکیزہ تو میں نہیں جانتا کہ اس میں حرج ہی کیا ہے اور کیونکر یہ کہنے کی جرات کی جاتی ہے۔ کہ یہ منشاء قدرت۔ تقاضائے قدوسیت احترام خدائی۔ اخلاق دین اور دُنیا کے خلاف ہے۔

اگر اس دُنیا میں خدا کی نگاہوں میں عورتوں کا وجود بحالات پاکیزہ بُرائی کا موجب نہیں تو جنت یا دوسرے دَور میں کیوں منافی قانون قدرت یا قدوسیت ہے۔ جب خدا نے یہاں بہ تقاضائے قدوسیت و صمدیت یہ حکم دیا ہے کہ جائز صورتوں میں عورتوں کی رفاقت موجب برکت ہے اور انسان کیواسطے یہ ضروری ہے۔ تو کیوں اس دُنیا میں جو آگے آنیوالی ہے یا جس کا آگے آنا بیان کیا جاتا ہے عورتوں کی موجودگی۔ عورتوں کی رفاقت۔ عورتوں کی جائز مصاحبت خدا کی قدوسیت اور انسان کی فطرت اور نیکی کے منافی ہوگی۔

ہاں! اگر یہ مان لیں۔ کہ دوسرے دَور میں خدا کی قدوسیت اور صمدیت بہ نسبت اس دنیا کے کوئی اور پہلو اختیار کرے گی اس واسطے جو اجازتیں اس دُنیا میں دی گئی ہیں۔ وہاں کالعدم ہو جائیں گی۔ اور ان امور کے ہونے سے نعوذ باللہ خدا کی قدوسیت اور خدا کی صمدیت کسی خدشہ اور خطرہ میں جا پڑے تو ہو سکتا ہے۔ جب خدا کی ذات میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی تو اس کے احکام حال اور آئندہ میں بھی کوئی فرق نہیں آ سکتا اب رہی یہ بحث کہ:۔ دوسرے گھر یا دوسرے جہان میں اس واسطے ان اشیا کی ضرورت نہیں۔ کہ وہاں صرف ذات الٰہی ہی سے وابستگی ہوگی۔ اور کوئی خیال نہیں ہوگا صرف ایک احتیاج بیچینی ہوگی اور کچھ نہ ہوگا۔

نہ کھانا۔ نہ پینا۔ نہ مکان۔ نہ منزل۔ نہ پوشش نہ چلنا نہ طلا۔ نہ آمد۔ نہ رفت۔ نہ خوشی۔ نہ غم۔ نہ نسل۔ نہ ذریات۔ صرف ایک خاص قسم کی محویت ہوگی۔

مارا بس است سلسلۂ جنبان اشارۂ
کافی ست بزم سوختگاں را شرارۂ

ان حالات میں مکانات۔ باغات نہروں۔ ثمرات عورتوں کی کیا ضرورت ہے۔ جب صرف ایک محویت ہی محویت ہوگی۔ تو پھر اس گھر آگ کی کیا ضرورت۔ یہاں تو خدا نے مال و اولاد کو فتنہ سے تعبیر کیا ہے۔ کیا وہاں بھی یہی فتنہ فتنہ ثابت ہوگا قبل اس کے کہ ہم ان خدشات پر بحث کریں۔ یہ سوچنا چاہتے ہیں۔ کہ اس صورت میں کہ ہم حشر و نشر کا اعتراف کریں ان سوالات کا کیا جواب ہے:۔

(الف) حشر بالجسد ہوگا۔

(ب) یا حشر بالروح۔

اگر حشر بالجسد ہوگا۔ تو اس صورت میں یہ ماننا پڑیگا۔ کہ وہ جسد بہ حیثیت جسد اپنی ذات میں نہ کچھ نہ کچھ صفات اور خصوصیات جسدی رکھتا ہوگا۔ بہ صورت تسلیم خصوصیات جسدی اس کے کچھ عوارض بھی ہوں گے۔ جیسے سمع۔ بصر۔ وغیرہ وغیرہ اس صورت میں ضروریات عوارض کا بھی ہونا لازمی ہے۔ اگر سمع ہے۔ تو سلسلہ مسموعات کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اور اگر بصر ہے۔ تو سلسلہ بصریات بھی ہوگا۔ اسی طرح اور بھی گنتے جاؤ۔

پھر اسی ضمن میں یہ سوال ہوگا۔ کہ بصورت حشر اجساد صرف مردوں ہی کا حشر ہوگا یا عورتوں کا بھی۔ اگر صرف مردوں ہی کا حشر ہوگا۔ تو پھر حساب کتاب مشخص میں جو ابتریاں پیدا ہوں گی۔ اُن کا جواب دہ کون ہے۔ اور اگر عورتوں کا بھی حشر ہوگا۔ تو اس صورت میں محشر میں عورتوں کا وجود ماننا پڑیگا حالانکہ معترضین کے مسلمات کے مطابق حشر ثانی میں عورتوں کا پایا جانا خلاف حقیقت خدائی اور متضاد قدوسیت الٰہی اور فطرت انسانی کے خلاف ہے اور اگر عورتوں کا حشر نہیں ہوگا۔ تو پھر حشر ناقص رہجاتا ہے اور نقص حشر قدرت خدائی کی بجائے خود منافی ہے۔

اور اگر عورتیں ہونگی۔ تو کیا اُن کی مصاحبت اور رفاقت مردوں سے نہ ہوگی۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ چونکہ وہاں ذریات کا بڑھانا مقصود نہیں ہے۔ اس واسطے رفاقت عورتوں کی ضروری نہیں ہے۔ تو پھر اس کا جواب یہ ہے کہ اس صورت میں اس دُنیا

---

۵ میری رائے میں فتنہ کہنے سے یہ مراد نہیں کہ بچے مال اور اولاد فتنہ ہی ہے۔ اور وہ نعمائے الٰہی میں داخل نہیں۔ بلکہ یہ کہ ان میں بُری طرح سے منہمک ہو کر جو بُری صورتیں اور کمزوریاں پیدا ہوتی ہیں۔ وہ ایک فتنہ اور فساد ہیں۔ دراصل بتلانا یہ ہے۔ کہ بُرے استعمال سے نیک نعمتیں اور نیک افعال بھی بدی کے قریب جا پہنچتے ہیں۔ مال و دولت اور اولاد الٰہی نعمتیں ہیں۔ اور ان کا عطا ہونا خدا کا خاص فضل اور برکت ہے۔ انہیں فتنہ سمجھنا ایک کفران نعمت ہے۔ البتہ ان کی محبت اور ان میں اس قدر منہمک ہونا معطی ازلی خالق نعمات کو بھی بھول جانا ایک برائی اور سخت فتنہ ہے۔

میں کوئی جوڑا ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ جو یک کش نہ ہو۔ اور دوسرے یہ کہ اگرچہ وہاں ضروریات کی ضرورت نہ ہوگی۔ مگر اس سے رفاقت کی مخالفت کیوں ہوگی۔ اگر کہیں کہ اس یا ایسی رفاقت سے قدوسیت خدائے رحیم میں نعوذ باللہ فرق آنے کا اندیشہ ہے۔ تو اس کا جواب اوپر آچکا ہے۔ اور اگر کہو کہ وہاں صرف اللہ ہو اللہ ہو ہی کرینگے اور کوئی مشغلہ نہ ہوگا اور وہی ذکر سب لذات کا جامع ہوگا۔ تو یہ کہا جائیگا کہ

رفاقت عورتوں کی اس لذت کے کب منافی ہے اور مکانات اور باغات اور نہریں اور ثمرات کا تہیہ کس صورت میں موجب تکدر ہے۔ جب ازلی نیک یا ازلی سعید یہاں ہی ان لذات کے ہوتے خدائی نشہ میں محو رہتے ہیں۔ تو وہاں اس سے بھی زیادہ مصروفیت رہے گی۔ بالفعل ہماری بحث صرف اس میں ہے۔ کہ ان نعمات مبینہ آیات مندرجہ بالا کا جنت میں مہیا کیا جانا قدوسیت اور صمدیت الٰہی یا فطرت انسانی کے خلاف نہیں ہے۔ اور ان کی وجہ سے قرآنی جنت پر اعتراض نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ جُدا بات ہے کہ وہاں سب لذات کی سردار لذت محویت خدائی ہوگی۔ اسے ہمیں بھی تسلیم کرتے میں انکار نہیں۔ اگر کہو کہ حشر روحی ہوگا۔ تو اس صورت میں بحث کا رُخ دوسرا ہو جائیگا۔ لیکن اس میں بھی یہ ماننا ہوگا۔ کہ روحیں یا تو راحت میں رہیں گی۔ یا اذیت اور تکلیف میں۔ اور دونوں قسم کی روحیں مردانہ اور زنانہ محشور ہونگی۔ اور اپنی اپنی جماعت میں ہر فریق شامل ہوگا۔ یا ایک ہی سلسلہ میں رہینگی۔ نتیجہ وہی رہیگا۔ مردوں اور عورتوں کی روحیں محشور ہوں گی اور اس صورت میں وہی اعتراض عائد ہوگا۔ جو حشر اجساد کی صورت میں عاید ہوتا ہے۔

اب رہی یہ بحث کہ

جنت میں جو عورتیں ہونگی۔ وہ کوئی نئی عورتیں ہوں گی۔ یا وہی جو دُنیا میں گذر چکی ہیں۔ اور جن کا حشر ہو چکا ہے۔

اگر یہ مانا جائے کہ

دونوں قسم کی عورتیں ہونگی۔ تو اس میں بھی کوئی مشکل نہیں پیش آتی۔ خدائے قدیر جس مردہ مخلوق کو وجود ثانی میں لایا ہے۔ کیا جنت میں نئی وضع قطع کی مخلوق نہیں خلقت کر سکتا ہے خواہ نئی مخلوق کی عورتیں ہوں اور خواہ پرانی مخلوق کی بحث اس میں تھی۔ کہ ان کی موجودگی جنت میں کہانتک موزوں ہے۔

مندرجہ بالا بحث سے یہ ثابت ہے کہ ہر سہ نصوص میں جو جو نعمتیں بیان کی گئی ہیں۔ وہ کوئی نئی نعمتیں اور انوکھی چیزیں نہیں ہیں۔ دنیا میں بھی ان کے نمونے موجود ہیں۔ اور باوجود ان کے استعمال جائز کے نیکی اور سعادت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اسی طرح پر ان کا جنت میں بھی پایا جانا مزیل احترام جنت اور منافی قدوسیت خالق جنت اور متضاد فطرت انسانی نہیں ہے خدائے قدیر نے انسان کی فطرت پاک بنائی ہے۔ اور یہ سب نعمتیں اس کے جذبات مقدسہ کی منافی نہیں ہیں۔ حشر ثانی میں چاہے روحوں کا حشر ہو۔ اور چاہے روحوں اور اجساد دونوں کا۔ فطرت دونوں صورتوں میں موجود ہوگی۔

اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ خواص فطرت دوسرے دور میں جاکر باقی نہ رہیں۔ لا تبدیل لخلق اللہ۔

پیش اہل حال نے باید لب از گفت ربست
چوں طرف آئینہ باشد دم نے باید زدن

(راقم وکیل) سلطان احمد۔ بہاولپور ریاست پنجاب

قادیان میں تاجپوشی

کے جلسے

اس سے پہلے ہمیشہ قادیان میں کسی شاہی تقریب پر سلسلہ عالیہ احمدیہ ہی کی طرف سے جلسے ہوا کرتے تھے لیکن اس مرتبہ سردار بسا واسنگھ صاحب دیوان ریاست اجیگڑھ اپنے وطن مالوفہ قادیان میں جشن تاجپوشی کی تقریب پر موجود تھے۔ اس لئے انہوں نے ایک عام جلسہ ہر مذہب و ملت کے لوگوں کا تاجپوشی کی تقریب پر خوشی کے اظہار کے لئے اپنے نو تعمیر مکان میں ۲۲ جون ۱۹۱۱ء کو منعقد کیا۔ اس جلسہ میں ہر مذہب اور فرقہ کے لوگ موجود تھے۔ مکان کو جھنڈیوں وغیرہ سے آراستہ کیا گیا تھا دیوان صاحب نے اپنے اخلاق اور متواضع طبیعت کا ثبوت اس عملی رنگ میں دیا۔ کہ باوجود اصرار کے بھی آپ نے عام لوگوں کے ساتھ فرش پر ہی بیٹھنا پسند کیا۔ جلسہ کی افتتاحی تقریر میں دیوان صاحب نے تمام فرقوں کے باہمی اتحاد کی تحریک کرتے ہوئے گورنمنٹ برطانیہ کے عہد برکات کا مختصر تذکرہ کیا اور عام طور پر بتایا۔ کہ ہر مذہب کے رو سے بادشاہ وقت کی اطاعت فرض ہے اس لئے ہم سب کو عملی رنگ میں تاج برطانیہ کے ساتھ عقیدت مندی اور وفاداری کے تعلقات رکھنے ضروری ہیں۔ اس تقریب کی خوشی کو مستقل طور پر یادر رکھنے کے لئے دیوان صاحب نے قادیان میں ایک لڑکیوں کا سکول ہندوؤں کے لئے جاری کیا۔ وہ ایک مشترک سکول جاری کرنا چاہتے تھے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ احمدی احباب نے اپنا مدرسہ جاری کر رکھا ہے اور ہندو لڑکیاں بہ سبب مذہبی تعلیم کے وہاں نہیں جا سکتی ہیں۔ تو ہندو قوم کے لئے ایک سکول جاری کر دیا۔ جس کے تمام اخراجات وہ اپنی جیب سے دیں گے۔ وہ اور بھی قادیان کے باشندوں کی رفاہ کے لئے بعض ضروری کام کرنا چاہتے ہیں۔

دیوان صاحب کے بعد لالہ شرمپت رائے اور ایڈیٹر الحکم اور صوبیدار پنشنر ٹھاکر سنگھ نے تقریریں کیں اور بالآخر ماسٹر عبدالرحیم صاحب نے ایک نظم پڑھی۔ بعد دیوان صاحب کی طرف سے ایڈیٹر الحکم نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ ازاں بعد طلباء میں مٹھائی تقسیم ہوئی سکولوں تمامی اور غرباء کو پر تکلف دعوت دی گئی برہمنوں کو بھی پر تکلف کھانا اور خیرات دی۔ رات کو چراغاں اور آتشبازی کے علاوہ ایک ایوننگ پارٹی کا بھی انتظام کیا اور تحریک کی گئی کہ تمام فرقوں کے لوگ اپنے معابد میں قیصر ہند کے لئے دعا کریں

اسی روز شام کو مسجد النور میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے ایک جلسہ ہوا۔ اور اس میں بھی ماسٹر عبدالرحیم صاحب و ایڈیٹر الحکم کی تقریروں کے علاوہ حضرت صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب خلف الرشید حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقائق سے بھری ہوئی ایک مختصری تقریر کی جو دوسری جگہ درج ہے اور بعد میں شاہی خاندان کے لئے خیر و برکت کی دعا کی گئی۔ الغرض قادیان میں ان تاجپوشی کے ان جلسوں کی وجہ سے ۲۲ جون کو خوب رونق رہی۔ ایڈیٹر الحکم نے اپنے ناظرین کی طرف سے مبارکباد کے برقی پیغامات ارسال کئے۔ دیوان صاحب اور صدر انجمن احمدیہ نے بھی برقی پیغامات کے ذریعہ مبارکباد کا اظہار کیا۔

آخر میں پھر دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ تاج برطانیہ کو دینی اور دُنیوی ترقیوں سے مالا مال کرے۔ اور ہمارے قیصر کی عمر امن اور عدل کی زندگی میں دراز ہو۔ آمین!